وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ

مجموعہ

وصایا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ

جس میں حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ کی وہ پانچ وصیتیں مع ترجمہ جمع کی گئی ہیں
جو انھوں نے اپنے تلامذہ امام ابو یوسفؒ، یوسف بن خالد سمتیؒ، حماد بن ابی حنیفہؒ
نوح بن ابی مریمؒ وغیرہم کو فرمائی تھیں، ہر وصیت آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہے

ترتیب و ترجمہ

مولانا محمد عاشق الٰہی بلند شہری

حسب الحکم بقیۃ السلف حجۃ الخلف برکۃ العصر شیخ الحدیث حضرت مولانا
محمد زکریا صاحب کاندھلوی ثم مہاجر مدنی دامت برکاتہم
شائع کیا گیا

ناشر
مکتبہ امدادیہ باب العمرہ مکہ مکرمہ (سعودی عرب)

وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ

مجموعہ

وصایا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ

جس میں حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رح کی وہ پانچ وصیتیں مع ترجمہ جمع کی گئی ہیں، جو انھوں نے اپنے تلامذہ امام ابو یوسف رح، یوسف بن خالد سمتی رح، حماد بن ابی حنیفہ رح، نوح بن ابی مریم رح وغیرہم کو فرمائی تھیں، ہر وصیت آب زر سے لکھنے کے قابل ہے،

ترتیب و ترجمہ

مولانا محمد عاشق الٰہی بلند شہری

حسب الحکم بقیۃ السلف حجۃ الخلف برکۃ العصر شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب کاندھلوی ثم مہاجر مدنی دامت برکاتہم

شائع کیا گیا،

ملنے کے پتے
(۱) مکتبہ [illegible]، تاجران کتب، کارخانہ بازار فیصل آباد (پاکستان)
(۲) مکتبہ امدادیہ، باب العمرہ، مکہ مکرمہ، (سعودی عرب)
(۳) کتب خانہ یحیوی، مظاہر علوم، سہارنپور، یو، پی (ہندوستان)

نام کتاب ؛	مجموعہ وصایا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ
ترتیب و ترجمہ ؛	مولانا محمد عاشق الٰہی بلند شہری
تاریخِ طباعت ؛	جمادی الثانیہ سنہ ۱۳۹۹ھ
مطبع ؛	مشہور آفسٹ پریس کراچی
کتابت ؛	سید دلشاد حسین کاظمی
کل صفحات ؛	۸۰
قیمت ؛	

ملنے کے پتے :-

۱- مکتبہ امدادیہ، باب العمرہ، مکہ معظمہ
۲- کتب خانہ یحیوی، مظاہر علوم سہارنپور
۳- مکتبہ دار العلوم کراچی ۱۴
۴- ملک سنز تاجران کتب، کارخانہ بازار فیصل آباد
۵- ادارۃ المعارف، دار العلوم، کراچی ۱۴

پیش لفظ

از مرتب عفا اللہ عنہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العٰلمین، والصلوٰۃ والسلام
علیٰ سیدنا اکرم الاوّلین والاٰخرین، وعلیٰ
اٰلہٖ واصحابہٖ ھداۃ الحق وناصری الدین
المتین، وعلیٰ من اتبعھم باحسانٍ الیٰ یوم الدین
وحذا حذوھم فی استذکار اٰثار نبیہ الامین،
واستحفاظ کتاب اللہ المبین، اوصوا واستوصوا
وتواصوا بالحق والصبر فی کل وقتٍ وحین۔

اما بعد، احقر نے اس سے پہلے الامام الاعظم والہمام الافخم حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی اُس وصیت کا ترجمہ لکھا تھا جو حضرت موصوف رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے نامور شاگرد حضرت یوسف بن خالد سمتی بصری رحمۃ اللہ علیہ کو فرمائی تھی، یہ ترجمہ اصل وصیت کے ساتھ ماہنامہ البلاغ کراچی میں شائع ہوا، جسے مرشدی حضرت اقدس شیخ الحدیث بقیۃ السلف حجۃ الخلف مولانا محمد زکریا صاحب کاندھلوی ثم مہاجر مدنی دامت برکاتہم العالیہ

نے اپنی مجلس میں حرف بہ حرف سُنا، اور بہت ہی پسند فرمایا، پھر اپنی جیبِ خاص سے اس کو پانچ ہزار طبع فرمایا، اس کے بعد مشورہ ہوا کہ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی دوسری وصیتیں بھی باترجمہ شائع کی جائیں، جو دیگر تلامذہ کو فرمائی تھیں، تلاش کرنے سے "الاشباہ والنظائر" کے آخر میں ایک وصیت ملی جو قاضی القضاۃ حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کو فرمائی تھی، اس کو پڑھا تو جگہ جگہ عبارات میں طباعت کی اغلاط سامنے آئیں، اور بعض جگہ مسخ و تحریف کا اندیشہ ہوا، اس کے دوسرے نسخہ کی تلاش جاری رہی، حتیٰ کہ "مناقب الامام الاعظم" میں اور "حسن التقاضی" میں بھی مل گئی، اور تینوں نسخوں کو سامنے رکھ کر اس کا صحیح ترین نسخہ مرتب کیا، اور بامحاورہ ترجمہ بھی لکھ دیا،

احقر کے ذہن میں تھا کہ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی ایک وصیت ان کے صاحبزادہ حماد بن ابی حنیفہ رحؒ کے نام بھی ہے، اس کی جستجو جاری رکھی، تو الحمد للہ اس کا نسخہ بھی مل گیا، نیز "مناقب الامام الاعظم" میں قاضی ابوعصمہ نوح بن ابی مریم مروزیؒ کے نام بھی ایک وصیت نظر سے گذری، جو قضاء سے متعلق ہے، اور ایک وصیت ایسی بھی اسی کتاب میں ملی، جو حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اکابر تلامذہ کو فرمائی تھی،

احقر نے ان تمام وصایا کا بامحاورہ ترجمہ لکھا، اور حضرت اقدس مرشدی دامت برکاتہم کی خدمت میں پیش کیا، حضرت والا نے ان تمام وصایا کو ایک مجموعہ میں شائع فرمانے کا حکم فرمایا، ——— اور اس مجموعہ کا نام **وصایا امامِ اعظم** رحمۃ اللہ علیہ تجویز فرمایا، اب یہ پانچ وصایا کا مجموعہ

شائع کیا جارہا ہے، جو ناظرین کے ہاتھوں میں ہے،

ترتیب اس طرح رکھی ہے کہ:۔

پہلے نمبر پر وصیت بنام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ،

دوسرے نمبر پر بنام یوسف ابن خالد سمتی رحمۃ اللہ علیہ،

تیسرے نمبر پر بنام حماد بن ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ،

چوتھے نمبر پر بنام ابو عصمۃ نوح ابن ابی مریم رحمۃ اللہ علیہ،

اور پانچویں نمبر پر وصیت بنام اکابر تلامذہ رحمہم اللہ کو رکھا ہے،

حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ... کے سب سے بڑے اور سب سے زیادہ مشہور تلمیذ تھے، حدیث اور فقہ میں کامل دستگاہ رکھتے تھے، حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ ان کے تلامذہ میں سے ہیں، جنھوں نے ان سے تین سال تک علم حاصل کیا، آپ نہ صرف قاضی تھے، بلکہ قاضی القضاۃ تھے، اور اس لقب سے سب سے پہلے آپ ہی مشہور ہوئے، خلفاءِ بنی عباس میں سے مھدی، ہادی اور ہارون الرشید کے عہد میں قضاء کی خدمت انجام دی، اور ۱۶۶ھ ہجری سے لے کر اپنی وفات تک برابر قاضی رہے،

حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سترہ سال تک حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پابندی کے ساتھ مسلسل حاضری دیتے رہے حتیٰ کہ ایک مرتبہ اُن کے ایک بچہ کی وفات ہوگئی تو اس کے دفن میں بھی اس لئے شریک نہ ہوئے کہ امام ابو حنیفہ رح کی مجلس کی حاضری کا ناغہ نہ ہوجائے

بچے کے کفن دفن کا انتظام اعزہ و اقربا، اور پڑوسیوں پر چھوڑا اور خود حضرت امام اعظم رحؒ کی مجلس میں حاضر ہوئے، حضرت امام اعظم رحؒ نے اُن کو نہ صرف فقیہ بنایا بلکہ بارہا ان کی مالی امداد بھی فرماتے رہے، داؤد بن رشید کا قول ہے کہ اگر صرف ابو یوسف رحؒ ہی امام ابو حنیفہ رحؒ کے شاگرد ہوتے تو اُن کو فخر کے لئے یہی ایک تلمیذ کافی تھا، میں جب ابو یوسف رحؒ کو علمی باتیں کرتے ہوئے دیکھتا تھا تو ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے سامنے سمندر ہے، اس میں سے لپ بھر بھر کر نکال رہے ہیں، حدیث اور فقہ و کلام سب اُن کے سامنے رہتا تھا،

ایک مرتبہ امام ابو یوسف رحؒ بیمار ہوئے تو حضرت امام اعظم رحؒ اُن کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے، عیادت کے بعد باہر آکر فرمایا کہ اگر اس جوان کی وفات ہو گئی تو بہت بڑا علم ضائع ہو جائے گا (کیونکہ) یہ زمین کے بسنے والوں میں سب سے بڑا عالم ہے،

علی بن صالح رحؒ جب امام ابو یوسف رحؒ سے روایت کرتے تھے تو کہتے تھے حدثنی افقہ الفقہاء وقاضی القضاۃ وسید العلماء۔

حضرت امام ابو یوسف رحؒ ۱۶۶ھ ہجری سے لے کر ۱۸۲ھ ہجری تک قاضی رہے، جو اُن کی وفات کا سال ہے، اس طویل مدت میں انھوں نے بڑے عدل و انصاف کے ساتھ فیصلے کئے، فرماتے تھے کہ میں نے کبھی کوئی ظلم کا فیصلہ نہیں کیا، البتہ ایک فیصلہ کے بارے میں مجھے مواخذہ کا ڈر ہے، اور وہ یہ ہے کہ ایک نصرانی نے ہارون الرشید پر دعویٰ کیا کہ امیر المؤمنین نے میری فلاں جائداد پر قبضہ کر رکھا ہے، جب مقدمہ کی کارروائی شروع ہوئی تو

یں نے ہارون الرشید سے کہا کہ یہ شخص دعویٰ کرتا ہے کہ اس کی فلاں اراضی پر آپ نے قبضہ کر رکھا ہے، ہارون الرشید نے جواب دیا کہ یہ تو ہم کو اپنی پردادا منصور سے میراث میں پہونچی ہے، میں نے اس نصرانی سے کہا کہ تو نے جواب سُن لیا، اب بتا کہ تیرے پاس گواہ ہیں یا نہیں؟ وہ کہنے لگا کہ میرے پاس گواہ تو نہیں ہیں، لیکن آپ مدّعیٰ علیہ کو قسم کھلائیے، میں نے ہارون الرشید سے کہا کہ امیرالمؤمنین! آپ قسم کھا سکتے ہیں؟ ہارون الرشید نے قسم کھالی، اور مقدمہ خارج ہوگیا، اور نصرانی واپس چلاگیا،

حضرت امام ابو یوسفؒ نے فرمایا کہ مجھے اس واقعہ سے مواخذہ کا خوف ہے، شاگرد نے دریافت کیا کہ ایسا فیصلہ کرنے کے باوجود پھر مواخذہ کا خوف کیوں ہے؟ فرمایا، اس لئے کہ میں نے دونوں فریق کو ایک جگہ نہیں بٹھایا تھا، ہارون الرشید امتیازی جگہ بیٹھے رہے، اور نصرانی مدعی مدعاعلیہ کی جگہ کھڑا رہا، (جو قاضی کے سامنے ہوتی ہے)۔

حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ بڑے عبادت گذار بھی تھے ..... قاضی القضاۃ کی ذمہ داریوں کے باوجود روزانہ دوسو رکعت نفل نماز پڑھتے تھے، اور روزے بھی کثرت سے رکھتے تھے،

حضرت امام ابو یوسفؒ رحمۃ اللہ علیہ انصارِ مدینہ کے خاندان سے تعلق رکھتے تھے، آپ کے پردادا سعد بن بُجَیرؓ صحابیؓ تھے، اُن کو سعد بن حَبتہ بھی کہاجاتا ہے، (حبتہ والدہ کا نام تھا) انھوں نے غزوۂ خندق میں شریک ہوکر خوب جنگ میں حصّہ لیا، اُس وقت نو عمر تھے: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم

نے جو دیکھا کہ بڑی دلیری کے ساتھ جنگ کر رہے ہیں تو اُن کو بُلا کر دریافت فرمایا کہ اے نوجوان! تم کون ہو؟ عرض کیا میں سعد بن حَبتہ ہوں، آپؐ نے دُعا دی کہ اللہ تیرا نصیب مبارک فرمائے، اور ساتھ ہی قریب آنے کا حکم فرمایا، جب وہ قریب آئے تو اُن کے سر پر ہاتھ پھیرا، (یہ واقعہ الاستیعاب میں لکھا ہے)

حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ہمارے پر دادا کے سر پر ہاتھ پھیرا تھا، میں اس کی برکت خاندان بھر میں محسوس کرتا ہوں،

یہ سعد بن بُجیر کوفہ میں مقیم ہو گئے تھے، وہیں انھوں نے وفات پائی، اور اُن کی نسل کوفہ میں آباد رہی، جن میں ایک بڑے ہونہار ابو یوسفؒ پیدا ہوئے، جنھوں نے مشرق و مغرب کو علم سے بھر دیا،

امام ابو یوسفؒ کی وفات ۱۸۲ھ ہجری میں ہوئی، اور ولادت کے بارے ۱۱۳ھ ہجری مشہور ہے، لیکن شیخ محمد زاھد کوثری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اُن کا سِن ولادت ۹۳ھ ہجری ہے، انھوں نے اسی کو محقق قرار دیا ہے،

حضرت یوسف بن خالد سمتی رحمۃ اللہ علیہ بھی حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مشہور تلامذہ میں سے تھے، اُن کا وطن بصرہ تھا، حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں طلب علم کے لئے کوفہ حاضر ہوئے، تحصیلِ علم کے بعد اپنے وطنِ مالوف کو واپس جانے لگے تو حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جانے میں جلدی نہ کرو، میں تمھیں بطور توشہ کچھ وصیتیں کروں گا، پھر باقاعدہ

رخصت نکال کردہ وصیتیں فرمائیں جو اس مجموعہ میں آ رہی ہیں، یہ وصیتیں خصوصیت کے ساتھ علماء اور طلباء کے لئے حرزِ جاں بنانے کے قابل ہیں، صاحبِ ہدایہ کے مشہور تلمیذ علامہ زرنوجیؒ اپنی کتاب "تعلیم المتعلم" میں لکھتے ہیں:

وَيَنبَغِي لطالب العلم ان يحصل كتاب الوصية كتبها ابو حنيفة رح ليوسف ابن خالدؒ عند الرجوع الى اهله وقد كان استاذنا شيخ الاسلام على بن ابى بكر رح امرني بكتابته عند الرجوع الى بلدي ولابد للمدرس والمفتي في معاملات الناس منه۔

"اور طالب علم کو چاہیے کہ وہ وصیت نامہ حاصل کرے جو حضرت امام ابو حنیفہؒ نے یوسف بن خالدؒ کو دیا تھا جبکہ وہ گھر جانے لگے تھے، ہمارے استاذ علی بن ابی بکرؒ نے مجھے حکم دیا تھا کہ اس وصیت کو لکھ لوں جب کہ میں اپنے شہر کو واپس جانے لگا تھا، لوگوں سے معاملات پیش آنے اور ان کے ساتھ برتاؤ کرنے کے سلسلہ میں مدرس اور مفتی کے لئے یہ وصیت نامہ بہت ضروری ہے"۔

حضرت یوسف بن خالد سمتی رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام شافعیؒ کے اساتذہ میں سے تھے: اور امام صاحب موصوفؒ نے ان کے متعلق فرمایا: کَانَ رَجُلاً مِنَ الْخِیَارِ" یعنی وہ بہترین افرادِ امت میں سے تھے"۔

محدث ابن ماجہؒ نے اُن سے تخریج کی ہے، لفظ "سمتی" "سمت" کی طرف منسوب ہے، حُسن سمت یعنی حُسنِ سیرت کی وجہ سے اُن کو سمتی کہا جاتا ہے، ۱۷۹ھ ہجری میں اُن کی وفات ہوئی،

حضرت حماد بن ابی حنیفہ رح حضرت امام اعظم رح کے اکلوتے بیٹے تھے، انھوں نے اپنے والدِ محترم قدس سرہٗ سے فقہ حاصل کیا، ان پر زہد و تقویٰ غالب تھا، ایک عرصہ تک کوفہ کے قاضی بھی رہے،

حضرت نوح بن ابی مریم رح بھی حضرت امام اعظم رح کے معروف تلامذہ میں سے تھے، اُن کا وطن مَرو تھا، اَبُو عِصمَہ اُن کی کنیت تھی اور ان کو "الجامع" کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا، حضرت امام صاحب رح سے عموماً قضاء کے مسائل پوچھا کرتے تھے، ایک دن حضرت امام صاحب رح نے فرمایا کہ تم ضرور قضاء کا دروازہ کھٹکھٹاؤ گے، چنانچہ ایسا ہی ہوا، جب اپنے وطن پہنچے تو قاضی بنادیے گئے. حضرت امام اعظم رح کو بذریعہ خط اس کی اطلاع دی، تو حضرت امام صاحب قدس سرہٗ نے اُن کو قضاء سے متعلق وصیت لکھ کر بھیجی، جو ان اوراق میں شامل کردی گئی ہے،

ان کو جامع العلوم ہونے کی وجہ سے اَلجَامِع کہا جاتا تھا، اُن کی چار مجلسیں ہوتی تھیں، ایک مجلس حدیث کی، دوسری امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات نقل کرنے کی، تیسری نحو کی اور چوتھی مجلس شعر و ادب کی ہوتی تھی، حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ.... قاضی ابن ابی لیلیٰ سے بھی انھوں نے علم حاصل کیا،

پانچویں وصیت جو اس مجموعہ میں درج کی گئی ہے اس کے راوی حضرت امام ابو یوسف رح ہیں، انھوں نے فرمایا ایک دن جب بارش ہو رہی تھی، ہم چند اصحاب حضرت امام اعظم رح کی خدمت میں حاضر ہوئے، جن میں داؤد طائی،

عافیہ اددیؒ، قاسم بن معن مسعودیؒ، حفص بن غیاث نخعیؒ، وکیع بن الجراحؒ، مالک بن مغولؒ، زفر بن ھذیلؒ موجود تھے، حضرت امام اعظمؒ ہماری طرف متوجہ ہوئے، اور ارشاد فرمایا: اَنْتُمْ مَسَارُّ قَلْبِیْ الخ،

یہ وصیت اس مجموعہ میں سب سے آخر میں آرہی ہے، تشریح مضامین کے لئے ترجمہ کے درمیان کہیں کہیں احقر نے قوسین میں اپنی طرف سے ریشم میں ٹاٹ کا پیوند بھی لگا دیا ہے، تاکہ عوام وصیت کے ظاہری الفاظ کو دیکھ کر غلط مطلب نہ سمجھ لیں،

اللہ جل شانہ سے دعا ہے کہ اس خدمت کو بھی شرفِ قبولیت سے نوازے اور حضرت اقدس مرشدی دامت برکاتہم کا سایہ ہم لوگوں پر تا دیر قائم رکھے، اِنَّہٗ سَمِیْعٌ قَرِیْبٌ وَلِلدُّعَاءِ مُجِیْبٌ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ط

المدینۃ المنورۃ
یکم صفر ۱۳۹۹ھ

واَنَا العبدُ المحتاج الی رحمۃ اللہ
محمد عاشق الٰہی بلند شہری
عفا اللہ عنہ وعافاہ
وجعل الآخرۃ خیراً من اولاہ

آغازِ کتاب

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَصِیَّۃُ الْاِمَامِ الْاَعْظَمِ اَبِی حَنِیْفَۃَ النُّعْمَانِ بْنِ ثَابِتٍ الْکُوْفِی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ لِاَجَلِ تَلَامِذَتِہٖ قَاضِی الْقُضَاۃِ اَبِی یُوْسُفَ الْاَنْصَارِی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی۔

حضرت امام اعظمؒ کی وہ وصیّت جو انھوں نے قاضی ابو یوسف کو فرمائی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ	بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ	نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ
حکی عن ابی حنیفۃ رحمہ اللہ تعالیٰ انہ اوصی الی ابی یوسف رحمہ اللہ بعد ان ظہر لہ منہ الرشد وحسن السیرۃ والاقبال علی العلم فقال :-	منقول ہے کہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے جب (اپنے شاگرد) امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں یہ محسوس فرمالیا کہ رشد وہدایت سے اللہ تعالیٰ نے ان کو نواز دیا ہے اور ان کے اخلاق اور سیرت بہترین ہیں، اور وہ علم

پر پوری توجہ دیتے ہیں تو ان کو خصوصی نصیحتیں فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ:۔

(۱) یا یعقوب وقر السلطان وعظم منزلته وایاك والکذب بین یدیه ،

"اے یعقوب (یہ امام ابو یوسف کا نام ہے) صاحب سلطنت کی عزت کرنا اور اس کے مرتبہ کی بڑائی کو سمجھنا اور اس کے سامنے جھوٹ مت بولنا"،

(۲) ولا تدخل علیه فی کل وقت وفی کل حال مالم یدعك لحاجة علمیة فانك اذا اکثرت الاختلاف الیه تهاون بك واستخف وصغرت منزلتك فی عینه فکن منه کما انت من النار تنتفع بها وتتباعد عنها، ولا تدن منها فانك تحترق وتتاذی منها فان السلطان لایری لاحد مایری لنفسه،

"اور ہر وقت اور ہر حالت میں اس کے پاس مت جانا، جب تک کوئی علمی ضرورت پیش نہ آئے (بادشاہ کے پاس جانے سے پرہیز رکھنا) کیونکہ جب تم اس کے پاس کثرت سے آنا جانا رکھو گے تو تم کو معمولی آدمی سمجھے گا، اور حقیر جانے گا، اور اس کی آنکھوں میں تمہاری حیثیت کچھ بھی نہ رہے گی، لہٰذا تم بادشاہ سے ایسا معاملہ رکھو جیسے آگ سے معاملہ رکھتے ہو، کہ اس سے نفع حاصل کرتے ہوئے دور رہتے ہو، آگ کے قریب نہ جاؤ ورنہ جل جاؤ گے، اور آگ سے تم کو تکلیف پہنچے گی، (اسی طرح سے بادشاہ سے قریب ہونے سے اذیت کا اندیشہ لازم ہے) اور وجہ اس خاص نصیحت کی یہ ہے کہ بادشاہ

جو حیثیت اور مرتبہ اپنا سمجھتا ہے وہ کسی دوسرے کا نہیں سمجھتا اور زیادہ آنے جانے سے بعض مرتبہ بے تکلفی ہو جاتی ہے اور بادشاہ کی شان کے خلاف کوئی قول یا فعل صادر ہو جائے تو وہ سزا دینے پر آمادہ ہو جاتا ہے۔

(۳) وایاك وكثرة الكلام بين يديه فانه يأخذ عليك ما تتفوه به ليرى من نفسه بين يدى حاشيته انه اعلم منك وانه يخطئك وتصغر بذلك فى اعين قومه،

"اور بادشاہ کے سامنے زیادہ نہ بولنا، کیونکہ وہ تمھاری گفتگو کی گرفت کرے گا، تاکہ وہ اپنے حاشیہ برداروں کو یہ بتائے کہ میں اس سے زیادہ جاننے والا ہوں، اور تمھارے کلام کی غلطیاں پکڑے گا اور اس طرح سے تم اس کے درباریوں میں حقیر ہو جاؤ گے۔"

---

(۴) ولتكن اذا دخلت عليه تعرف قدرك وقدر غيرك،

"اور جب تم بادشاہ کے پاس جاؤ تو اپنی قدر بھی پہچانو اور اپنے علاوہ دوسروں کی بھی قدر کو جانو۔"

---

(۵) ولا تدخل عليه وبين يديه من اهل العلم من لا تعرفه فانك ان كنت ادون حالا منه لعلك تترفع عليه و يضرك وان كنت اعلم منه

"اور اس کے پاس ایسے وقت میں مت جاؤ جبکہ وہاں ایسے اہلِ علم موجود ہوں جن سے تمھاری واقفیت نہ ہو، کیونکہ اگر تم وہاں کے موجودہ اہلِ علم سے کمتر ہوئے اور اُن کے سامنے

لعلك تنحط عنه وتسقط
(۱۹) بذلك عن عين السلطان،

تم نے کچھ اپنی علمی بڑائی ظاہر کی تو اس سے تم کو نقصان پہونچے گا اور اگر ان میں کوئی شخص تم سے بڑھ کر عالم ہو تو ان کے سامنے تم اپنے کو گھٹا کر بات کروگے اور اس طرح بادشاہ کی نظر سے گر جاؤ گے"

(۶) واذا عرض عليك شيئا من اعماله فلا تقبل منه الابعد ان تعلم انه يرضاك ويرضى مذهبك فى العلم والقضايا كيلا تحتاج الى ارتكاب مذهب غيرك فى الحكومات

"اور جب بادشاہ سرکاری کاموں میں سے کوئی کام تمہارے سپرد کرے تو اس وقت تک قبول نہ کرو جب تک تم کو یقین نہ ہو جائے کہ وہ تم سے اور تمہارے اُس مسلک اور مذہب سے راضی ہے جو تمہارا مسلک اور مذہب علم اور عدالتی فیصلوں کے بارے میں ہے تاکہ تم کو فیصلوں کے بارے میں دوسروں کا مسلک اختیار نہ کرنا پڑے"

(۷) ولا تواصل اولياء السلطان وحاشيته بل تقرب اليه فقط،

"اور بادشاہ کے دوستوں سے اور حاشیہ برداروں سے تعلق پیدا مت کرنا، بلکہ جو کچھ نزدیکی ہو وہ بادشاہ ہی سے ہو"

---

(۸) وتباعد عن حاشيته ليكون مجدك وجاهك باقيا،

"اور اس کے حاشیہ برداروں سے دور رہنا، تاکہ تمہارا مرتبہ اور عزت باقی رہے"

---

(٩) ولا تتکلم بین یدی العامة الا بما تسأل عنه،

"اور عوام کے سامنے صرف اسی بارے میں بات کرنا جس کے بارے میں تم سے سوال کیا جائے (یعنی عوام میں سے جب کوئی شخص سوال کرے تو بقدرِ ضرورت شرعی جواب دے کر خاموش ہو جاؤ)۔"

(١٠) وایاک والکلام فی المعاملة والتجارة الا بما یرجع الی العلم کیلا یوقف منک علی رغبة فی المال فانهم یسیئون الظن بک ویعتقدون میلک الی اخذ الرشوة منهم وبسط الیدین الیها،

"اور دنیاوی معاملات اور تجارت کے بارے میں عوام کے سامنے بات مت کرنا، سوائے اُن امور کے جن کا علم سے تعلق ہو، تاکہ یہ نہ سمجھا جائے کہ تم کو مال سے محبت ہے اور اس کی رغبت ہے، اگر ان کے دل میں یہ خیال آگیا تو تمھارے بارے میں بدگمانی کریں گے، اور دل میں یہ سمجھیں گے کہ تم رشوت لینے کی طرف متوجہ ہو اور اس کی طرف ہاتھ بڑھانے کو تیار ہو۔"

(١١) ولا تضحک ولا تتبسم فیما بین العامة،

"اور عوام کے سامنے نہ ہنسو، نہ مسکراؤ۔"

(١٢) ولا تکثر الخروج الی الاسواق،

"بازاروں میں زیادہ نہ جاؤ۔"

(١٣) ولا تکلم الصبیان المراهقین فانهم فتنة ولا بأس.....

"اور جو لڑکے قریب البلوغ ہوں ان سے بات نہ کرو، کیونکہ یہ لوگ

ان تکلم الاطفال وتمسح رؤسهم،

فتنہ ہیں، ہاں چھوٹے بچوں سے بات کرنے اور اُن کے سروں پر ہاتھ پھیرنے میں کوئی مضائقہ نہیں "۔

---

(١٤) ولا تمش فی قارعة الطریق مع المشائخ من العامة فانك ان قدمتهم ازری ذلك بعلمك وان اخرتهم ازری بك من حیث انهم اسن منك فان النبی صلی الله علیه وسلم قال من لم یوقر کبیرنا ولم یرحم صغیرنا فلیس منا،

"اور عوام میں جو بوڑھے لوگ ہیں ان کے ساتھ راستہ کے درمیان مت چلنا، کیونکہ اگر ان کو اپنے آگے کروگے تو اس سے تمہارے علم کی حیثیت گرے گی، اور اگر ان کو پیچھے کروگے تو اس سے تمہاری حیثیت گرے گی، کیونکہ (بوڑھوں کی عزت نہ کرنا ارشاداتِ نبویہ کے خلاف ہے) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ جو شخص ہمارے بڑوں کی عزت نہ کرے اور ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے "۔

(١٥) ولا تقعد علی قوارع الطریق فاذا دعاك ذلك فاقعد فی المسجد،

"اور راستوں میں مت بیٹھنا، اگر تم کو اس کی ضرورت ہو (کہ گھر کے علاوہ کسی جگہ بیٹھو) تو مسجد میں بیٹھ جانا "۔

(١٦) ولا تقعد علی الحوانیت ،

"اور دکانوں پر مت بیٹھنا "۔

(١٧) ولا تأکل فی الاسواق

"اور بازاروں میں اور مسجدوں میں

والمساجد،

مت کھانا۔

ولا تشرب من السقايات ولا من ايدی السقائين،

(١٨) "اور راستوں میں جو سبیلیں لگی ہوں اُن سے اور جو لوگ پانی پلاتے پھرتے ہیں اُن کے ہاتھوں سے پانی مت پینا کیونکہ سبیلوں پر ہر طرح کے لوگ موجود ہوتے ہیں اہلِ علم کی کوئی حیثیت نہیں سمجھتے، اور جو لوگ پانی پلاتے پھرتے ہیں وہ بھی سب ہی کو ایک ہی لکڑی سے ہانکتے ہیں، عالم غیر عالم میں کوئی فرق نہیں کرتے۔"

ولا تلبس الديباج والحلی وانواع الابريسم فانّ ذلك يفضی بك الی الرّعونة،

(١٩) "دیبا کے کپڑے اور زیور اور ریشم کی انواع و اقسام استعمال نہ کرنا، کیونکہ ان کا استعمال تجھ کو تکبّر میں ڈال دے گا۔"

ولا تكثر الكلام فی بيتك مع اهلك فی الفراش الّا وقت حاجتك اليها بقدر ذلك،

(٢٠) "اور اپنے گھر میں بیوی کے ساتھ بستر میں ہوتے ہوئے زیادہ بات نہ کرنا، بس اتنی ہی بات کرنا جتنی تجھے ضرورت ہو۔"

ولا تكثر لمسها ومسّها،

(٢١) "اور اس کا چھونا اور ہاتھ لگانا زیادہ نہ کرنا"

ولا تقرب اليها الّا ان تذكر الله تعالیٰ وتستخير فيه،

(٢٢) "اور اس کے قریب مت ہو جانا، مگر اللہ کا ذکر کرتے ہوئے اور اللہ سے خیر طلب کرنے کے بعد"

ولا تكلم بامر نساء الغير بين يديها ولا بامر الجواري فانها تنبسط اليك في كلامك ولعلك اذا تكلمت عن غيرها تكلمت عن الرجال الاجانب،

(۲۳) "اور دوسروں کی عورتوں کا تذکرہ اور باندیوں کا ذکر اس کے سامنے نہ کرنا، کیونکہ اگر تو نے ایسا کیا تو وہ تجھ سے بے تکلفی میں بات کرنے لگے گی اور ممکن ہے کہ غیر مردوں کا ذکر اس کی زبان پر آجائے (جو تیرے لئے باعث ناگواری ہوگا)"۔

ولا تتزوج امرأة كان لها بعل او اب او ام او ابن او بنت ان قدرت الا بشرط ان لا يدخل عليها غيرك من اقربائها، فان المرأة اذا كانت ذات مال يدعي ابوها ان جميع مالها له وانه عارية في يدها،

(۲۴) "اور جہاں تک ممکن ہو ایسی عورت سے نکاح مت کرنا جس کا پہلے کوئی شوہر رہا ہو، یا جس کا باپ یا ماں موجود ہو یا (اس کے پہلے شوہر سے) کوئی بیٹا بیٹی ہو، ہاں اگر یہ ہو سکتا ہو کہ اس کے اقرباء میں سے اس کے پاس تمہارے علاوہ کوئی داخل نہ ہو تو اس سے نکاح کرنے میں چنداں مضائقہ نہیں، (اس کا مطلب قطع رحمی کرنا نہیں، بلکہ مطلب یہ ہے کہ ان لوگوں کا کثرت سے آنا جانا نہ ہونا چاہیے) اور وجہ اس ہدایت کی یہ ہے کہ عورت جب پیسہ والی ہوتی ہے (اور اس کا باپ.... اس کے پاس آتا جاتا ہے) تو وہ یہ دعوی کرتا ہے کہ جو کچھ مال اس کے پاس ہے وہ میرا ہے اس کو بطور عاریت دیا ہوا ہے (جب وہ ایسا کہے گا... تو

کشیدگی پیدا ہوگی، اور زندگی کا لطف ختم ہو جائے گا)،،

ولا تدخل بیت ابویها ما قدرت، ۲۵ "اور جہاں تک ممکن ہو تم اپنی بیوی کے والدین کے گھر نہ جانا (شرعی ضرورتیں بہرحال مستثنیٰ ہیں)،،

وایاك وان ترضی بان تزف الیك فی بیتهم فانهم یأخذن من اموالك ویعلمون فیك غایة الطمع ولا تثبت المرأة علی سجیتك وخلقك ۲۶ "اور اس پر تم کبھی راضی نہ ہونا، کہ سسرال میں بیوی کے ساتھ رہنے لگو، اگر ایسا کروگے تو وہ لوگ تمہارے مالوں کو لے لیں گے، اور تمہارے (مال کے وصول کرنے) کے بارے میں بہت زیادہ لالچ میں پڑیں گے، اور ماں باپ کے گھر رہتے ہوئے عورت تمہاری مرضی کے مطابق اخلاق وعادت اختیار نہ کرسکے گی"،،

وایاك ان تتزوج ذات البنین والبنات فانها تدخر جمیع مالها لهم وتسرق من مالك وتنفق علیهم فان الولد اعز علیها منك، ۲۷ "اور اس بات سے پرہیز کرنا کہ سابقہ بیٹوں اور بیٹیوں والی عورت سے نکاح کرو، کیونکہ ایسی عورت اپنا مال اپنی اولاد کے لئے ذخیرہ بناکر رکھتی رہے گی، اور ساتھ ہی تمہارا مال بھی چرائے گی، اور سابقہ اولاد پر خرچ کرے گی، اور وجہ اس کی یہ ہے کہ اسے اپنی اولاد (دوسرے ہر فرد کے مقابلہ میں، اور تیرے مقابلہ میں) زیادہ عزیز ہوگی"

(٢٨) ولا تجمع بين امرأتين في دار واحدة

"اور دو بیویوں کو ایک گھر میں جمع نہ کرنا"

(٢٩) ولا تتزوج الا بعد ان تعلم انك تقدر على القيام بجميع حوائجها،

"اور اس وقت تک نکاح مت کرنا جب تک اپنے بارے میں یہ یقین نہ ہو جائے کہ تم اس کی تمام ضروریات پوری کر سکو گے"

(٣٠) واطلب العلم اولاً ثم اجمع المال من الحلال ثم اشتغل بالتزوج فانك ان اشتغلت بطلب المال في وقت التعلم عجزت عن طلب العلم ودعاك المال الى شراء الجواري و الغلمان و تشتغل بالدنيا، واياك ان تشتغل بالنساء قبل تحصيل العلم فانه يضيع وقتك ويجتمع عليك الولد ويكثر عيالك فتحتاج الى القيام بحوائجهم وتبقى عن العلم والمال،

"اور پہلے علم طلب کرو اس کے بعد حلال مال جمع کرو پھر شادی کرو، کیونکہ اگر تحصیلِ علم کے زمانہ میں مال طلب کرنے میں لگ گئے تو طلبِ علم سے عاجز ہو جاؤ گے، اور مال تم کو لونڈی غلام خریدنے کی دعوت دے گا اور تم دنیا میں لگ جاؤ گے نیز اس بات سے بھی پرہیز کرو کہ تحصیلِ علم سے پہلے عورتوں میں مشغول ہو جاؤ، اگر ایسا کرو گے تو تمہارا وقت ضائع ہوگا اور بچوں کی بہت ساری ذمہ داریاں جمع ہو جائیں گی، اور اہل وعیال کی

کثرت ہوگی، لہٰذا تم ان کی حاجتوں کے پورا کرنے میں لگے رہوگے، اور علم اور مال (دونوں) سے رہ جاؤگے"۔

(۳۱) وَاشتغل بالعلم فی عنفوان شبابك ووقت فراغ قلبك وخاطرك ثم بالمال ليجتمع عندك فان كثرة الولد والعيال تشوش البال فاذا جمعت المال فاشتغل بالتزوج وعاشر امرأتك على ما بينت لك،

"اور ایسے وقت طلبِ علم میں مشغول ہونا جبکہ تمہاری جوانی کا ابتدائی دَور ہو اور تمہارا دل (علم کے علاوہ دوسرے کاموں سے) فارغ ہو، اس کے بعد مال طلب کرنا تاکہ (تھوڑا بہت) جمع ہوجائے، (اور تحصیلِ مال اور اہل وعیال کے اشتغال سے پہلے علم حاصل کرنے کی ضرورت اس لئے ہے کہ ان چیزوں سے دلجمعی نہیں رہتی) اور اولاد اور اہل وعیال کی کثرت دل کو تشویش میں ڈالتی ہے، جب مال جمع کرلو تو نکاح کرلو، اور اپنی بیوی کے ساتھ زندگی گذارنے کا وہی طریقہ اختیار کرو جو میں نے بیان کیا"۔

(۳۲) وعليك بتقوى الله واداء الامانة والنصيحة لجميع الخاصة والعامة،

"اور تم اللہ سے ڈرنے کو اور امانت ادا کرنے کو اور تمام عوام وخواص کی خیر خواہی کو لازم پکڑلو"۔

(۳۳) ولا تستخف بالناس ووقرهم ولا تكثر معاشرتهم الا

"اور ایسا رویہ اختیار نہ کرو جس سے لوگوں کی ذلت ہو، لوگوں کی

بعد ان يعاشر ذلك وقابل
معاشرتهم بذكر المسائل
حتى ان من كان من اهله
اشتغل بالعلم ومن لم يكن
من اهله يجتنبك ولا يجد
عليك بل لا يحوم عليك،

عزت کرو، اور لوگوں کے ساتھ
رہنا سہنا اور ملنا جلنا زیادہ نہ کرو
اِلّا یہ کہ وہ تمہارے ساتھ رہنے سہنے
اور ملنے جلنے کو پسند کریں، اور اُن کے
ملنے جلنے کے مقابلہ میں تم ان کو مسائل
بتاؤ، تاکہ اُن میں جو کوئی شخص اہلِ علم
ہو وہ علم میں مشغول ہو جائے، اور جو شخص اہلِ علم سے نہ ہو (اور مسائل کے
ذکر کو پسند نہ کرے وہ) تم سے بچے، اور تمہارے اوپر ناراض بھی نہ ہو، بلکہ تمہارے
پاس بھی نہ پھٹکے، (کیونکہ جسے علم نہیں اور علم کا ذوق بھی نہیں وہ اہلِ علم کے
پاس اُٹھنا بیٹھنا پسند نہیں کرتا)"۔

(٣٤) وایاك ان تكلم العامة في
اصول الدين من الكلام
فانهم قوم يقلدونك و
ويشتغلون بذلك،

"اور اس بات سے پرہیز کرو کہ عوام
کے ساتھ دینی باتوں کو علم کلام کے
پیرایہ میں بیان کرو، کیونکہ یہ لوگ
تمہاری تقلید کریں گے اور علمِ کلام
کی باتوں میں مشغول ہوں گے، (جو اُن کے لئے مضر ہوں گی)"۔

(٣٥) ومن جاءك يستفتيك في
المسائل فلا تجب الا عن
سواله ولا تضم اليه غيره
فانه يشوش عليه جواب

"اور جو شخص تمہارے پاس مسائل کے
بارے میں فتویٰ لینے آئے اسے صرف
سوال کا جواب دینا، اور جواب کے
ساتھ کوئی بات شامل نہ کرنا، کیونکہ

سوال ہے،

اس طرح سے اس کو سوال کا جواب سمجھنے میں پریشانی ہو گی،،

(بلا کسب و بلا قوت)

۳۶ وان بقیت عشر سنین من غیر قوت ولا کسب فلا تعرض عن العلم فانک اذا اعرضت عنہ کانت معیشتک ضنکاً علیٰ ما قال تعالیٰ وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِکْرِیْ فَاِنَّ لَہٗ مَعِیْشَۃً ضَنْکًا،

"اور اگر تم دس سال بھی بغیر خوراک اور بغیر کسبِ معاش رہ جاؤ تب بھی علم کی جانب سے روگردانی نہ کرنا، کیونکہ اگر تم نے (علم سے) اعراض کیا تو تمہاری روزی تنگ ہو جائے گی جیسا کہ اللہ جلّ شانہٗ کا ارشاد ہے، وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِکْرِیْ فَاِنَّ لَہٗ مَعِیْشَۃً ضَنْکًا اور جس نے اعراض کیا میرے ذکر سے بلا شبہ اس کے لئے تنگی کی زندگی ہے)،،

۳۷ واقبل علیٰ متفقھتک کانک اتخذت کلّ واحد منھم ابناً وولداً لیزید ھم رغبۃ فی العلم،

"اور جو لوگ تم سے فقہ حاصل کرنے والے ہوں ان کی طرف پوری توجہ کرنا، اور ان کو اپنے ساتھ اس طرح رکھنا کہ جیسے تم نے ان میں سے ہر ایک کو اپنا بیٹا اور اولاد بنا لیا، تاکہ تمھارا یہ طرزِ عمل اُن کی علمی رغبت کے بڑھنے کا سبب ہو،،

۳۸ ومن ناقشک من العامۃ والسّوقۃ فلا تناقشہ فانہ

"اور عوام میں سے اور بازاری لوگوں میں سے جو شخص تمھارے ساتھ جھگڑا

يذهب ماء وجهك،

---

(۳۹) ولا تحتشم من احد عندك ذكر الحق وان كان سلطاناً،

"اور حق بات بیان کرتے وقت کسی کی جاہ وحشمت کی پروانہ کرنا اگرچہ بادشاہ ہو"

(۴۰) ولا ترض من نفسك من العبادات، إلَّا باكثر مما يفعله غيرك ويتعاطاها فان العامة اذا لم يروا منك الاقبال على الطاعات باكثر مما يفعلونها يعتقدون فيك السوء وقلة الرغبة فيها ويعتقدون ان علمك لاينفعك ولا يفيدك الّا ما افادهم الجهل الذى فيهم،

"تمہارے علاوہ جو لوگ عبادات میں مشغول رہتے ہیں تم اپنے نفس کو ان کی عبادات سے زیادہ عبادت میں مشغول کرو، جب تک نفس دوسروں سے بڑھ کر عبادت نہ کرے تم اپنے نفس سے راضی نہ ہونا، کیونکہ عوام جب تمھاری جانب سے عبادات پر اس سے زیادہ توجہ نہ دیکھیں گے جتنی عبادات وہ خود انجام دیتے ہیں تو وہ تمھارے بارے میں بُرے خیالات رکھیں گے، اور یہ سمجھیں گے کہ تم کو عبادات کی رغبت کم ہے، اور اُن کا تمھارے بارے میں یہ عقیدہ ہوگا کہ تم کو علم نے صرف اتنا ہی نفع دیا، جتنا اُن کی جہالت نے اُن کو نفع دیا (کیونکہ جب تم عبادات میں عوام کے برابر رہو گے، تو وہ سمجھیں گے کہ جیسے ہم ہیں ویسے یہ ہیں، ان کو علم سے کیا فائدہ پہنچا)"

(۴۱) واذا دخلت بلدة فيها

"اور جب تم کسی ایسے شہر میں داخل ہو،

أهل العلم فلا تتخذها لنفسك بل كن كواحد من أهلها ليعلموا انك لا تقصد جاههم ومنعتهم والا يخرجون عليك باجمعهم ويطعنون في مذهبك والعامة يخرجون عليك وينظرون اليك باعينهم فتصير مطعونا عندهم بلا فائدة،

جس میں اہلِ علم موجود ہوں تو تم اس شہر کو اپنے (جاہ اور منصب اور رفعت) کے لئے اختیار مت کرنا بلکہ ایک عامی آدمی بن کر رہنا جیسے دوسرے آدمی رہتے ہیں، تاکہ وہ لوگ یہ سمجھ لیں کہ تمہارا مقصد یہ نہیں ہے کہ اُن کی جاہ وعزت (ختم کرکے خود اُن کی جگہ) لے لو، اگر ان کو ایسا خیال آگیا تو وہ سب کے سب تمہارے مقابلہ میں آجائیں گے اور تمہارے مذہب میں طعن کریں گے، اور عوام بھی تمہارے مقابلہ کے لئے نکل کھڑے ہوں گے، اور تم کو (تیز) نظروں سے دیکھیں گے، اور اس طرح سے تم بلافائدہ (خواہ مخواہ) مطعون ہو جاؤ گے"

(۲۲) ولا تفت وان استفتوك في المسائل ولا تناقشهم في المناظرات والمطارحات،

"اور (اہلِ علم کے ہوتے ہوئے) فتویٰ مت دینا اگرچہ لوگ تم سے مسائل میں استفتاء کریں اور اہلِ علم سے مناظرہ ردّ وقدح اور علمی مقابلہ مت کرنا"

---

(۲۳) ولا تذكر لهم شيئاً الا عن دليل واضح،

"اور اُن کے سامنے کوئی بات ذکر مت کرنا الّا یہ کہ دلیل واضح کے ساتھ بیان کرو"

ولا تطعن فی اساتذتھم فانھم یطعنون فیک لقول اللہ تعالیٰ وَلَا تَسُبُّوا الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ فَیَسُبُّوا اللّٰہَ عَدْوًاۢ بِغَیْرِ عِلْمٍ،

(۴۴) "اور ان کے اساتذہ کے بارے میں طعن نہ کرنا، کیونکہ وہ اس کی وجہ سے تمہارے اوپر طعن کریں گے، قرآن مجید میں ارشاد ہے وَلَا تَسُبُّوا الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ فَیَسُبُّوا اللّٰہَ عَدْوًاۢ بِغَیْرِ عِلْمٍ، (اور یہ لوگ خدا کو چھوڑ کر جن کی عبادت کرتے ہیں اُن کو گالی نہ دو، کیونکہ پھر براہِ جہل حد سے گذر کر یہ لوگ اللہ کی شان میں گستاخی کریں گے)"۔

وکُنْ من الناس علیٰ حذر،

(۴۵) "اور لوگوں سے پُر حذر رہنا (ملنے جُلنے والوں سے احتیاط رکھنا، کہ کوئی دھوکہ نہ دیدے اور نقصان نہ پہنچادے)

وکُن للہ فی سرّ لِکَ کما انت لہٗ فی علانیتک فلا یصلح امر العلم الا بان تجعل سرّہٗ کعلانیتہ،

(۴۶) "اور تنہائی میں اللہ تعالیٰ سے اُسی طرح تعلّق رکھو جیسا کہ علانیہ طور پر سب کے سامنے اللہ سے تعلق رکھتے ہو، (خلوت وجلوت میں اخلاص کے ساتھ اللہ کی طرف متوجہ رہو، ایسا نہ ہو کہ "چوں بخلوت می روند آں کار دیگر می کنند" کا مصداق بن جاؤ) اور وجہ اس کی یہ ہے کہ علم کے تقاضے اُس وقت تک صحیح طور پر پورے نہیں ہوتے جب تک کہ ظاہر اور باطن علم کے مطابق نہ ہو،

واذا ولاک السلطان عملاً ممّا یصلح لک فلا تقبل ذلک منہ الّا بعد ان تعلم

(۴۷) "اور جب بادشاہ تم کو کسی ایسے کام کی ذمہ داری سپرد کرے جو تمہارے حال کے مناسب ہو تو تم اس کو

انك لولم تقبل قبله غيرك ويتضرر به الناس وبعد ان تعلم انه انما يوليك ذلك بعلمك،

قبول نہ کرنا جب تک یہ نہ جان لو کہ اگر تم قبول نہ کروگے کہ تمھارے علاوہ دوسرا کوئی (بد خلق اور بے علم) آدمی قبول کرے گا اور اس سے لوگوں کو نقصان پہونچے گا، اور اس ذمہ داری کو قبول کرنے سے پہلے اس بات کا یقینی ہونا بھی ضروری ہے کہ وہ تم کو تمھارے علم کی وجہ سے ایسی بڑی ذمہ داری سپرد کر رہا ہے (اگر وہ تمھارے علم کا قائل نہ ہو کسی اور وجہ سے عہدہ دینا چاہتا ہو تو قبول نہ کرنا)"

(۴۸) وایاك ان تتکلم فی مجلس النظر علی خوف او وجل فان ذلك مما یورث الخلل فی الخاطر والکلال فی اللسان،

"اور مجلسِ مناظرہ میں (جو شرعاً درست ہو) خوف اور مرعوبیت کے ساتھ بات نہ کرنا، کیونکہ اس سے دل میں آنے والی بات کے اظہار میں خلل واقع ہوتا ہے، اور زبان بولنے سے رکتی ہے"

(۴۹) وایاك ان تکثر الضحك فانه یمیت القلب،

"اور زیادہ ہنسنے سے پرہیز کرنا، کیونکہ یہ دل کو مردہ کر دیتا ہے"

(۵۰) ولا تکثر محادثة النساء ومجالستهن فانه یمیت القلب،

"اور عورتوں کے ساتھ زیادہ گفتگو نہ کرنا، اور اُن کے ساتھ.... اُٹھنے بیٹھنے کی کثرت نہ کرنا، کیونکہ اس سے (بھی) دل مردہ ہو جاتا ہے"

(۵۱) ولا تمش الا على الطمانينة والسكون ولا تكن عجولاً فى الامور،

"اور اپنی رفتار میں سکون اور اطمینان اختیار کرنا اور اپنے کاموں میں جلدی مت کرنا،،

(۵۲) ومن دعاك من خلفك فلا تجبه فان البهائم تنادى من خلف،

"اور جو شخص تم کو پیچھے سے آواز دے اُس کی پکار کی طرف متوجہ مت ہونا کیونکہ پیچھے سے جانوروں کو آواز دیجاتی ہے،،

(۵۳) واذا تكلمت فلا تكثر صياحك، ولا ترفع صوتك

"اور جب تم گفتگو کرو تو چیخ پکار زیادہ نہ کرو اور اپنی آواز بلند نہ کرو،،

(۵۴) واتخذ لنفسك السكون وقلة الحركة عادة كى يتحقق عند الناس شانك،

"اور اپنے نفس کے لئے سکون کو اختیار کرو، اعضاء وجوارح کو کم سے کم حرکت دو، تاکہ لوگوں کے نزدیک تمھاری شانِ (متانت اور سنجیدگی) ثابت ہوجائے،،

(۵۵) واكثر ذكر الله تعالى فيما بين الناس ليتعلموا منك ذلك،

"اور لوگوں کے درمیان ہوتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا ذکر زیادہ کیا کرو تاکہ لوگ تم سے ذکر سیکھیں (اور تمھارا کثرتِ ذکر دیکھ کر وہ بھی ذکر کی کثرت کرنے لگیں)،،

(۵۶) واتخذ لنفسك ورداً خلف الصلوات تقرأ فيها القرآن

"اور نمازوں کے بعد اپنے لئے کچھ وِرد مقرر کرلو.......

وتذكرالله تعالیٰ فيهما وتشكره على ما اودعك من الصّبر وعلى ما اولاك من النعم،

جس میں تم قرآن شریف کی تلاوت کیا کرو اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو، اور اس نے صبر کی شان جو تم کو دی ہے اور جو نعمت عطا فرمائی ہے، اس پر اس کا شکر ادا کرو،،

---

(٥٧) واتخذ لنفسك كلّ شهر ايامًا معدودة تصوم فيها ليقتدى غيرك بك فى ذلك ولا ترض من نفسك من العبادات بما ترضى به العامّة،

"اور ہر مہینہ میں چند ایام ایسے مقرر کرلو جن میں روزے رکھا کرو، تاکہ دوسرے لوگ بھی اس میں تمھاری اقتدا کریں، اور اپنے نفس سے اتنی عبادت پر راضی نہ ہو جاؤ جس پر عوام اپنے لئے راضی ہو جاتے ہیں"

(٥٨) ٦۔ وارقب نفسك وحافظ على الغير لينتفع من دنياك واخرتك بعلمك،

"اور اپنے نفس کی نگرانی کرو (تاکہ وہ گناہوں اور لایعنی کاموں میں مشغول نہ ہو جائے) اور دوسروں کی بھی نگرانی کرو، تاکہ وہ تمھاری دنیا و آخرت (کے اعمال اور اشغال کو دیکھیں) اور تمھارے علم کے ذریعہ نفع حاصل کرسکیں (اور تمھارے پاس آکر اُن کا وقت ضائع نہ ہو)،،

(٥٩) ٦۔ ولا تشتر بنفسك ولا تبع بل اتخذ مصلحًا يقوم

"اور بذاتِ خود (بازاروں میں) خرید و فروخت نہ کرنا، بلکہ اس کام

باشغالك وتعتمد عليه فى امورك، — کے لئے کوئی ایسا شخص تجویز کر لینا جو تمہارے کاموں کو اچھی طرح انجام دیدے اور اس پر تمھیں اعتماد ہو۔"

(۶۰) ولا تطمئن الى دنياك والى ما انت فيه فان الله تعالىٰ سائلك عن جميع ذلك، — "اپنے دنیاوی حالات میں اور تمام امور میں جن میں تم لگے ہوئے ہو مطمئن نہ ہو جاؤ، (اور یہ نہ سمجھو کہ میری زندگی ٹھیک گذر رہی ہے، نفس و شیطان سے اندیشہ کرتے رہو اور اپنے احوال اور اعمال کا جائزہ لیتے رہو) کیونکہ اللہ تعالیٰ ان تمام مشاغل و امور کے بارے میں سوال فرمانیوالا ہے جن میں لگے ہوئے ہو۔"

(۶۱) ولا تشتر الغلمان المرد، — "اور بے ریش غلام مت خریدو"

(۶۲) ولا تظهر من نفسك التقرب الى السلطان وان قربك فانهم يرفعون اليك الحوائج فان قمت بها اهانك وان لم تقم بها اعابك، — "اور لوگوں پر یہ ظاہر نہ کرو کہ میں بادشاہ کا مقرب ہوں اگرچہ بادشاہ تم کو اپنے سے قریب کرتا ہو، کیونکہ ایسا کرنے سے لوگ تمہارے پاس اپنی ضرورتیں لے کر آئیں گے، پس اگر تم اُن کے کاموں کو بادشاہ کے پاس لے جاؤ گے تو وہ تم کو ذلیل کرے گا، اور اگر تم نے ان کی ضرورتیں بادشاہ تک نہ پہونچائیں تو تمہارا یہ عمل (مقرب ہونے کا دعویٰ کرنا اور پھر حاجتیں بادشاہ تک پہنچانے سے گریز کرنا) تم کو عیب دار بنا دے گا (لوگ کہیں گے کہ

یہ جھوٹ موٹ بادشاہ سے اپنا تعلق ظاہر کرتے ہیں اور کر کچھ بھی نہیں سکتے"

(٦٣) وعد نفسك منهم الا فی فنك وهو العلم،

"اور تم اپنے نفس کو عام مسلمانوں میں شمار کرو، ہاں جو تمہارا خاص فن ہو یعنی علم (اس میں اپنی علمی اور عملی خصوصی ذمہ داری کا احساس رکھو)"

(٦٤) ولا تتبع الناس بالخطایا بل اتبعهم فی صوابهم،

"اور خطاؤں میں لوگوں کا اتباع نہ کرو بلکہ صحیح اور درست کاموں میں ان کا اتباع کرو (اس سے امور انتظامیہ دنیاویہ مراد ہیں)"

(٦٥) واذا عرفت انسانا بالشر فلا تذکر ذلك منه بل اطلب له خیرا فاذکره به الا فی باب الدین، فان من عرفت منه ذلك فی دینه فاذکره للناس کی لا یتبعوه ویحذروه فان النبی صلی الله علیه وسلم قال اذکروا الفاجر بما فیه کی یحذره الناس،

"اور جب تمہیں معلوم ہو کہ فلاں شخص اچھا آدمی نہیں ہے تو اس کی برائی کا تذکرہ نہ کرنا، بلکہ اس کے اندر کوئی خیر تلاش کر لینا اور اس کا تذکرہ اسی خیر کے ساتھ کرنا، ہاں دینی معاملات میں اس کے شر کا تذکرہ کر دینا چاہئے، (یعنی) جس شخص کے بارے میں تمہیں معلوم ہو کہ وہ علانیہ طور پر شریعت کی خلاف ورزی کرتا ہے تو لوگوں کے سامنے اس کا ذکر کر دو (کہ اس کا یہ طریقہ گنہگاری کا ہے) تاکہ لوگ اس کا اتباع نہ کریں، اور اس سے بچیں، حدیث شریف میں ہے کہ فاجر کے اندر

جو خرابیاں ہیں ان کو بیان کردو، تاکہ لوگ اس سے بچ جائیں "۔

(٦٦)

واذا كان ذا جاه ومنزلة
من ترى منه الخلل فى
الدين فاذكر ذلك ولاتبال
من جاهه فان الله عزوجل
معينك وناصرك وناصر
الدين فاذا فعلت ذلك
مرة هابوك ولم يتجاسر
احد على اظهار البدعة فى
الدين بين يديك وفى
بلدك وسلط العامة عليه
فى ذلك ليقتدوا بك فى
الجد فى الدين،

"اور جب کسی ایسے شخص میں دینی خلل
دیکھو جو دنیاوی اعتبار سے صاحبِ
جاہ اور صاحبِ مرتبہ ہو تو اس کی (بھی)
اس خرابی کا تذکرہ کر دو اور اس کی جاہ
اور بڑائی کی کوئی پرواہ نہ کرو، کیونکہ
اللہ عزوجل تمہارا مددگار ہوگا، اور اپنے
دین کی مدد فرمائے گا، جب تم (ہمت
کر کے) ایک مرتبہ ایسا کر گذرو گے
تو لوگ تم سے ڈریں گے، اور کوئی
شخص بھی تمہارے سامنے اور تمہارے
شہر میں دین میں بدعت ظاہر کرنے
کی جرأت نہ کرے گا، اور اس قسم کے
آدمی پر عوام کو مسلّط کر دو، تاکہ وہ دینی جد وجہد میں تمہارا اتباع کریں "۔

(٦٧)

واذا رأيت من سلطانك
ما لا يوافق العلم فاذكر
ذلك مع طاعتك اياه فان
يده اقوى من يدك تقول
له انا مطيع لك فى الذى

"اور جب تم اپنے بادشاہ کے عمل میں
کوئی ایسی چیز دیکھو جو علمِ شرعی
کے موافق نہ ہو تو تم اپنی فرمانبرداری
اس سے ظاہر کرتے ہوئے اس سے
اس کا تذکرہ کر دو، اور بتا دو کہ

آنت مسلط فیہ علی غیر
انی اذکر من سیرتک
مالایوافق العلم ماذا
فعلت ذلک مع السلطان
مرۃ واحدۃ کفاک لانک
اذا واظبت علیہ و
دمت لعلہم یقمعونک
فیکون فی ذلک قمع
الدین وافعل ذلک
مرۃ او مرتین لیعرف
منک الجد فی الدین
والحرص فی الامر
بالمعروف، فاذا
فعلت ذلک مرۃ
بحیث عرف الناس
منک ذلک الجدّ ثمّ
رأیت مرۃ اخری
ذلک فادخل علیہ
وحدک ودارہ فی

یہ طریقہ شرعاً درست نہیں،
اور فرمانبرداری ظاہر کرنے
کی ضرورت اس لئے ہے کہ
اس کا ہاتھ تمہارے ہاتھوں سے
قوی ہے (اگر اعتراض اور تنقید
کا رُخ اختیار کرکے بات
بتاؤ گے تو وہ تم کو تکلیف دے گا
اور تمہاری دینی بات رَد کردے گا
اس لئے) بات کہنے کا طرز
یوں اختیار کرو کہ جن امور میں
آپ کا مجھ پر تسلط ہے میں اُن
میں آپ کا فرمانبردار ہوں،
لیکن میں آپ کے احوال اور اعمال
میں ایسی چیز دیکھ رہا ہوں
جو علم کے موافق نہیں ہے۔
جب تم ایک مرتبہ بادشاہ
کے ساتھ اس طرح کہنے کا معاملہ
کرلو تو اس کو کافی سمجھو، (بار بار
اسی بات کو مت کہو) کیونکہ اگر

دارہ وانصحہ فی الدین
وناظرہ ان کان
مبتلعا وان کان
سلطانا فاذکرہ لہ
مایحضرک من کتاب اللہ
وسنۃ رسولہ فان
قبل ذٰلک منک والا
فسئل اللہ ان یحفظک
عن ظالمک،

کسی ایک معاملہ میں بار بار کہتے
رہو گے تو اس کے درباری
تمھارے اثر اور مقبولیت کو
اکھاڑ پھینکنے کی کوشش کریں گے
راگر انھوں نے ایسا کیا تو تمھارے
زیر اثر جو لوگ دین اختیار کئے
ہوئے ہیں ان میں دینداری ختم
ہو جائے گی) اور اس ماحول میں
دین کی بیخ کنی ہوگی،

یہ نصیحت ایک مرتبہ یا دو مرتبہ کردو، تاکہ لوگ سمجھ لیں کہ تم دینی جد وجہد والے ہو، اور یہ کہ تم کو امر بالمعروف کی حرص ہے، جب تم ایک مرتبہ ایسا کر گذرو جس سے لوگ تمھاری جد وجہد کو پہچان لیں، اور پھر اس کے بعد بادشاہ کو نصیحت کرنے کی ضرورت محسوس کرو تو اس کے پاس تنہا چلے جاؤ، اور اس کے گھر میں اس کی دل داری کرو، اور اس کی دینی خیر خواہی کرو، (یعنی اس کو خیر خواہانہ طور پر دینی باتیں بتاؤ، اور دینی تقاضے سمجھاؤ) اور اس سے مناظرہ کرو اگر بدعتی ہو، اور بادشاہ کو نصیحت کرنا ہو (تو بغیر کسی ہچکچاہٹ کے) اس کے سامنے وہ سب بیان کردو جو تم کو کتاب اللہ..........

سے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے یاد ہو اگر وہ قبول کرلے تو بہت ہی اچھا ہے، ورنہ اللہ تعالیٰ سے سوال کرو کہ تم کو ظالم سے محفوظ رکھے"۔

(٦٨) واذکر الموت واستغفر للاستاذین ومن اخذت منهم الدین،

"اور موت کو یاد کرو اور استاذوں کے لئے اور ان سب لوگوں کے لئے مغفرت کی دعا کرو جن سے تم نے دین حاصل کیا ہے"

---

(٦٩) وداوم علیٰ قراءة القرآن،

"ہمیشہ قرآن کریم کی تلاوت کرتے رہو"

(٧٠) واکثر من زیارة القبور والمشائخ والمواضع المبارکة،

"قبروں کی اور مشائخ کی اور مبارک مواضع کی کثرت سے زیارت کیا کرو"

(٧١) واقبل من العامة ما یعرضون علیك من رؤیاهم فی النبی صلی الله علیه وآله وسلم وفی رؤیا الصالحین فی المساجد والمنازل المبارکة والمقابر،

"اور عوام میں سے جو لوگ تم سے مساجد میں اور متبرک مقامات اور مقابر میں ملاقات کریں اور تم کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں اور نیک بندوں کے بارے میں اپنے خوابوں کا ذکر کریں تو تم اُن کی اس بات کو مان لینا،

(یعنی ان کی تکذیب نہ کرنا اور اُن کی بات کو غلط نہ کہنا، ہاں اگر شرعی ضرورت سے کچھ کہنا یا اصلاح کرنا ضروری ہو..... تو اس سے دریغ نہ ہو)"۔

(٧٢) ولا تجالس احداً من اهل الاهواء الا علیٰ سبیل الدعوة

"اور اہلِ اہواء (جو بدعت اعتقادی یا عملی میں مبتلا ہوں) اُن کے ساتھ

الی الدین والصراط المستقیم،

اٹھنا بیٹھنا نہ کرنا، الا یہ ہے کہ دین کی طرف دعوت دینے اور صراطِ مستقیم کی راہ بتانے کے لئے اُن کے پاس جانا پڑے"

---

٧٣ ولا تکثر اللعن والشتم،

"اور لعنت اور سب وشتم کا استعمال نہ رکھنا"

---

٧٤ واذا اذن المؤذن فتأهب لدخول المسجد کیلا یتقدم علیك العامة،

"اور جب مؤذن اذان دے تو مسجد میں داخل ہونے کے لئے تیار ہو جاؤ تاکہ عوام تم سے پہلے نہ پہونچ جائیں"

٧٥ ولا تتخذ دارك فی جوار السلطان،

"اور اپنا گھر بادشاہ کے پڑوس میں نہ بنائیو"

٧٦ وما رأیت علی جارك فاستره علیه فانه امانة عندك ولا تظهر اسرار الناس،

"اور جو کوئی بات اپنے پڑوسی کی... (نا قابلِ اظہار) دیکھو اس کی پردہ پوشی کرو، کیونکہ یہ تمہارے پاس امانت ہی، اور (پڑوسی کے علاوہ) دوسرے لوگوں کے پوشیدہ حالات بھی ظاہر نہ کرو"

٧٧ ومن استشارك فی شئ فاشر علیه بما تعلم انه یقربك الی الله تعالی، واقبل وصیتی هذه فانك تنتفع بها فی أولاك وأخراك ان شاء

"اور جو کوئی شخص تم سے کسی بھی چیز میں مشورہ طلب کرے تو اس کو وہ مشورہ دو جس کے بارے میں تم کو یقین ہو کہ یہ مشورہ تم کو اللہ تعالیٰ کے قریب کر دے گا یعنی وہ مشورہ دو جو تمہارے

اللہ تعالیٰ، نزدیک بالکل درست ہو، اس میں کسی قسم کی مشورہ لینے والے کے حق میں بدخواہی نہ ہو جس میں اس کا فائدہ ہو وہی مشورہ دو)‘‘ یہ میری وصیت قبول کرو انشاء اللہ تعالیٰ یہ تم کو دنیا و آخرت میں کام دے گی‘‘

(مزید سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ):-

وایاک والبخل فانہ یفتضح لدیہ المرء، (یبغضہ)

(۷۸) ’’بخیل بننے سے گریز کرنا، کیونکہ بخیل آدمی رسوا ہو جاتا ہے، (اور لوگ اس سے بغض رکھنے لگتے ہیں)

ولا تکن طماعا ولا کذابا ولا صاحب تخالیط بل احفظ مروّتک فی الامور کلھا

(۷۹) ’’اور لالچی نہ بننا، نہ جھوٹا بننا اور نہ ایسی باتیں کرنا جو لوگوں کو چکّر میں ڈالنے والی ہوں، بلکہ اپنی مروّت کو تمام امور میں محفوظ رکھنا‘‘

والبس من الثیاب البیض فی الاحوال کلّھا،

(۸۰) ’’اور تمام حالات میں سفید کپڑے پہننا‘‘

وکن غنی القلب مظھرًا من نفسک قلّۃ الحرص والرغبۃ فی الدنیا واظھر من نفسک الغنی ولا تظھر

(۸۱) ’’اور ہمیشہ اپنے دل کو غنی رکھنا، اور لوگوں کے سامنے اپنے بارے میں یہ ظاہر کرنا کہ تم حریص نہیں ہو، اور دنیا کی رغبت نہیں رکھتے ہو (بلکہ)

الفقر وان کنت فقیرًا، | اپنے بارے میں غنی ہونے کو ظاہر کرنا،
اور تنگ دستی ظاہر نہ ہونے دینا اگرچہ تنگ دستی ہو"

(٨٢) وکن ذا ھمتہ فان من ضعفت ھمتہ ضعفت منزلتہ، | "اور تم ہمت والے بننا، کیونکہ جسکی ہمّت کمزور ہو اس کا مرتبہ بھی کمزور ہوتا ہے (یعنی ایسا شخص بلند مرتبہ کو نہیں پہونچ سکتا)"۔

(٨٣) واذا مشیت فی الطریق فلا تلتفت یمنۃ ویسرۃ بل دوام النظر الی الارض، | "اور جب راستہ میں چلو تو دائیں بائیں نہ دیکھو، بلکہ ہمیشہ نظر زمین کی طرف رکھو"۔

(٨٤) واذا دخلت الحمام فلا تساو النّاس فی المجلس واجرۃ الحمّام بل رجح علیٰ ما تعطی العامۃ لتظھر مروّتک بینھم فیعظمونک، | "اور جب تم حمام میں داخل ہو تو بیٹھنے کی جگہ اور حمام کی اجرت میں لوگوں کے ساتھ برابری اختیار مت کرنا، (یعنی بیٹھنے میں عام آدمیوں کی جگہ اختیار مت کرنا اور جتنے پیسے عوام الناس حمام کی اجرت میں دیں تم اس میں برابری مت کرنا) بلکہ عوام جو کچھ دیں تم اس سے بڑھکر دینا، تاکہ ان کے درمیان تمھاری سیر چشمی ظاہر ہو جس سے وہ تم کو لائقِ تعظیم آدمی سمجھیں"

(٨٥) ولا تسلم الامتعۃ الی الحائک وسائر الصّناع بل اتخذ لنفسک ثقۃ یفعل ذلک، | "اور اپنا مال و متاع کپڑا بننے والے اور کسی بھی قسم کی دستکاری کا پیشہ رکھنے والوں کے حوالہ خود مت کرنا،

(یعنی اُن لوگوں کے پاس جانے کی ضرورت ہو تو خود نہ جانا اور نہ خود ان سے معاملات طے کرنا) بلکہ اپنے لئے کوئی ایسا آدمی تجویز کرلینا جس پر بھروسہ ہو، وہ ان کاموں کو انجام دیدیا کرے"۔

ولا تماکس بالحبا والدانیق،

(٨٦) "اور لوگوں سے تھوڑا بہت ذرا سا بھی ٹیکس نہ لینا"۔

ولا تزن الدراہم بنفسک بل اعتمد علی غیرک،

(٨٧) "اور دراہم کو خود وزن نہ کرنا (بلکہ یہ کام کسی بھروسہ والے آدمی کے سپرد کرنا) اور اس بارے میں دوسروں پر بھروسہ کرنا"۔

وحقر الدنیا المحقرۃ عند اہل العلم فان ما عند اللہ خیر منہا،

(٨٨) "اور دنیا کو حقیر جانو جو اہلِ علم کے نزدیک حقیر ہے، کیونکہ اللہ کے نزدیک (اہل علم کے لئے) جو کچھ ہے وہ اس دنیا سے بہتر ہے"۔

وول امورک غیرک لیمکنک الاقبال علی العلم وذلک احفظ لجاہک،

(٨٩) "اور اپنے ذاتی کام اور انتظامی امور کسی دوسرے شخص کے حوالہ کرو تاکہ تم علم پر پوری طرح متوجہ ہوسکو، اور اس سے تمہاری عزت بھی خوب اچھی طرح محفوظ رہے گی"۔

وایاک ان تکلم المجانین ومن لا یعرف المناظرۃ والحجۃ من اہل العلم والذین یطلبون

(٩٠) "اور دیوانوں سے بات کرنے سے پرہیز کرنا اور ان لوگوں سے بات مت کرنا جو اہلِ علم ہوتے ہوئے مناظرہ

الجاہ ویسوقون بذکر المسائل فیما بین الناس فانھم..... یقصدون تخجیلک ولایبالون منک وان عرفوک علی الحق،

کے طریقہ اور اظہار دلیل کے سلیقہ سے واقف نہ ہوں، اور ان لوگوں سے بھی بات نہ کرنا جن کا مقصد (کوئی علمی فائدہ حاصل کرنا نہیں بلکہ) وہ طلبِ جاہ کے لئے بحث کرتے ہیں اور لوگوں کے درمیان (اسی مقصد سے) مسائل کا تذکرہ کرتے ہیں، کیونکہ بحث کرنے سے اُن کا مقصد یہ ہوگا کہ تمھاری آبرو خراب کریں، اور تم کو شرمندہ کریں، اور اس بارے میں وہ تمھاری کوئی پروا نہیں کریں گے، اگرچہ اُن کو اس بات کا یقین ہوگا کہ تم حق پر ہو"

۹۱ واذا دخلت علی قوم کبار فلا ترتفع علیھم مالم یرفعوک لئلا یلحقک منھم اذیۃ،

"اور جب تم ایسے لوگوں کے پاس جاؤ جو تم سے بڑے ہوں تو اُن کے ہوتے ہوئے اُس وقت تک (نشست وغیرہ میں) برتری اختیار مت کرنا جب تک کہ وہی تم کو برتری نہ دیں، اگر اس پر عمل کروگے تو ان سے اذیت نہ پہونچے گی"

۹۲ واذا کنت فی قوم فلا تتقدم علیھم فی الصلوۃ مالم یقدموک علی وجہ التعظیم،

"اور جب تم کسی جماعت کے اندر موجود ہو تو نماز پڑھانے میں ان سے آگے مت بڑھنا، جب تک وہ خود ہی تم کو بطور اکرام آگے نہ بڑھائیں"

---

۹۳ ولا تدخل الحمام الا وقت الظھیرۃ او بالغدوات،

"اور حمام میں دوپہر یا صبح کے اوقات کے علاوہ داخل مت ہونا"

ولا تخرج الی النظارات،
ولا تحضر مظالم السلاطین
الا بعد ان تعرف انك اذا
قلت شیئاً ینزلون علیٰ
قولك فی الحق فانهم ان
فعلوا ما لا یحل وانت عندهم
(۹۵) وبما لا یمکنك منعهم ویظن
الناس ان ذلك حق لسکوتك
فیما بینهم وقت الاقدام
علیه،

"اور عوامی تفریح گاہوں میں مت جانا"
"اور بادشاہوں کے مظالم کے مواقع
میں حاضر مت ہونا، ہاں اگر یہ یقین
ہو جائے کہ جب تم کچھ (نصیحت کے
طور پر) کہو گے تو وہ تمھارے قولِ حق کو
مان کر ظلم سے باز آجائیں گے تو اُن کے
پاس اس موقع پر جا سکتے ہو، اگر اس کا
یقین نہ ہو تو (ان کے مواقع ظلم میں
ان کے پاس نہ جاؤ) کیونکہ اگر تمھاری
موجودگی میں انھوں نے وہ کام کیا جو
حلال نہیں ہے تو ممکن ہے تم ان کے منع کرنے پر قادر نہ ہو، اور لوگ یہ خیال
کر لیں کہ ان کا یہ فعل صحیح ہے اور دلیل یہ بنالیں کہ جس وقت انھوں نے
وہ فعل کیا اس وقت تم موجود ہوتے ہوئے خاموش رہے، (اگر ایسا ہوگا
تو تم خرابی پھیلنے کا ذریعہ بنو گے)"

(۹۶) وایاك والغضب فی مجلس
العلم،

"اور مجلس میں غصہ سے پرہیز
کرنا"

(۹۷) ولا تقص علی العامة فان
القاص لا بد له من الکذب

"اور عوام کے سامنے وعظ گوئی
مت کرنا"، کیونکہ عوام میں وعظ کہنے
کے لئے، جھوٹ بولنا ضروری ہے"

(٩٨) واذا اردت اتخاذ مجلس لاحد من اهل العلم فان كان مجلس فقه فاحضره بنفسك واذكر منه ماتعلمه والا فلا كيلا يغتر الناس بحضورك فيظنون انه على صفة ودرجة من العلم ليس هو على تلك الصفة فان كان يصلح للفتيا فاذكر ذلك منه والا فلا تقعد انت ليدرس بين يديك بل اترك عنده من اصحابك ثقة ليخبرك بكيفية كلامه وكمية علمه،

اور جب تم اہل علم میں سے کسی کے لئے مجلس منعقد کرو تو دیکھو اگر وہ فقہ کی مجلس ہو تو بذات خود وہاں حاضر ہو جاؤ اور اس میں تمھارے علم کے موافق جو باتیں درست ہوں ان کو آگے بیان کر دو، اور اگر وہ شخص صاحب فقہ نہ ہو بلکہ عوامی قسم کا واعظ ہو، تو اس کے لئے مجلس منعقد نہ کرو اور تم بھی وہاں اس کی مجلس میں حاضر نہ ہو تاکہ لوگ تم کو وہاں دیکھ کر دھوکہ میں نہ پڑیں، اور اس شخص کے بارے میں یہ خیال نہ کریں کہ وہ علمی حیثیت سے اونچے درجہ کا آدمی ہے، حالانکہ وہ ایسا نہیں، اور اگر کوئی ایسا اہل علم ہو جو فتویٰ دینے کی صلاحیت رکھتا ہو تو تم لوگوں سے اس کا تذکرہ کر دو، اور اس کی مجلس میں بیٹھ جاؤ، اور اگر اس میں ایسی صلاحیت نہیں ہے تو اس کی مجلس میں نہ بیٹھنا تاکہ تمھارے سامنے درس دے، بلکہ اس کے پاس اپنے معتبر اصحاب میں سے کسی کو چھوڑ دو، تاکہ وہ تم کو اس کی گفتگو کے کے ڈھنگ اور اس کے علم کی مقدار سے باخبر کر دے۔

ولا تحضر مجالس الذکر او من یتخذ مجلس عظة بجاهك وتزکیتك له بل وجه اهل محلتك وعامتك الذین تعتمد علیهم مع واحد من اصحابك،

۹۹ ”اور (اہلِ بدعت کی) مجالس ذکر میں اور ایسے شخص کی مجلس میں حاضر مت ہونا جو اپنی وعظ کی مجلس کو تمہارے جاہ و مرتبہ اور تمہارے تزکیہ کے ذریعہ مشہور کرنا...... چاہتا ہو، بلکہ ایسے شخص کی مجلس میں اپنے محلہ والوں کو اور اُن عوام کو بھیجدو جن پر تم کو بھروسہ ہو اور ان کے ساتھ اپنا ایک شاگرد بھی کر دو (تاکہ یہ لوگ تمہیں صحیح صورتِ حال بتا دیں)۔“

وفوض امر الخطبة فی المناکح الی خطیب ناحیتك وکذلك الصلوٰة علی الجنائز والعیدین ولا تنسنی فی صالح دعائك واقبل هذه الموعظة منی فانی انما اوصیك لمصلحتك ومصلحة المسلمین، آخر الوصیة ؛

۱۰۰ ”اور نکاحوں کے خطبے پڑھنے (یعنی نکاح پڑھانے کا کام) اپنے علاقہ کے خطیب کے سپرد کر دینا (خود اس کام میں نہ لگنا) نیز جنازوں اور عیدین کی نمازیں بھی اُن لوگوں کو پڑھانے دینا جن کے سپرد یہ کام کئے جا چکے ہیں اور مجھے اپنی نیک دعاؤں میں فراموش نہ کرنا، میری یہ نصیحت قبول کرو کیونکہ یہ ایسی وصیت ہے جس میں تمہاری اور عامۃ المسلمین کی مصلحت ہے ؛

تمت وبالخیر عمت

وصیة الامام الاعظم ابی حنیفة النعمان لاجل تلامذته ابی یوسف یعقوب بن ابراهیم قاضی القضاة رحمهما الله تعالی ؛

”حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی وصیت بنام قاضی ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ تمام ہوئی ؛

وصية الامام ابي حنيفة رحمه الله تعالیٰ
لتلميذه خالد بن يوسف السمتي البصري رحمه الله تعالیٰ

حضرت امام ابو حنیفہؒ کی وصیت جو انھوں نے اپنے شاگرد خالد بن یوسف بصریؒ کو فرمائی

بسم الله الرحمن الرحيم

بعد ان اخذ يوسف
بن خالد السمتي العلم عن
ابي حنيفةؒ واراد الرجوع الى
بلدة البصرة استاذن اباحنيفةؒ
في ذلك، فقال له ابوحنيفةؒ
حتى ازودك بوصية فيما تحتاج
اليه في معاشرة الناس، ومراتب
اهل العلم وتأديب النفس
وسياسة الرعية ورياضة الخاصة
والعامة وتفقد امر العامة.
حتى اذا خرجت بعلمك كان
معك آلة تصلح له وتزينه
ولا تشينه،

حضرت یوسف بن خالد سمتیؒ
(بصری) نے جب حضرت امام ابو حنیفہؒ
سے علم حاصل کر لیا اور اپنے شہر بصرہ
کو واپسی کا ارادہ کیا تو حضرت امام
اعظمؒ سے واپسی کی اجازت چاہی،
حضرت موصوف نے ارشاد فرمایا
(جانے میں جلدی نہ کرو کچھ انتظار کرو)۔
یہانتک کہ میں تم کو ایسی وصیت کا
توشہ دیدوں جس کی تم کو لوگوں سے
میل ملاقات رکھنے اور اہل علم کے
مرتبے پہچاننے اور اپنے نفس کو آداب
زندگی پر ڈالنے اور ماتحتوں سے مناسب
طریقہ پر برتاؤ کرنے اور عوام و خواص
کے ساتھ ٹھیک معاملہ رکھنے اور لوگوں کے حالات سے باخبر رہنے میں ضرورت

پڑیگی، میری وصیت کو لے کر جب تم نکلو گے تو تمہارے ساتھ ایک آلہ ہوگا جس کی علم کو ضرورت ہے، اور جو علم کو چار چاند لگائے گا، اور اسے عیب دار ہونے سے محفوظ رکھے گا،

واعلم انك متى اساءت معاشرة الناس صاروا لك اعداء وان كانوا لك آباء و امهات، ومتى احسنت معاشرة قوم ليسوا لك باقرباء صاروا امهات وآباء،

(سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے فرمایا) کہ خوب سمجھ لو! جب تم لوگوں سے برا برتاؤ کروگے تو وہ تمہارے دشمن ہوجائیں گے اگرچہ پہلے سے تمہارے لئے ماں باپ کی طرح بنے ہوئے ہوں، اور جب تم خوبی کا برتاؤ رکھو گے تو لوگ تمہارے لئے ماں باپ کی طرح ہوجائیں گے، اگرچہ پہلے سے تمہارے اور اُن کے درمیان کوئی رشتہ داری کا تعلق نہ ہو۔"

ثم قال لی: اصبر حتی افرغ لك نفسی، واجمع لك همی واعرفك من الامر تحمدنی فی نفسك عليه، وما توفيقی الا بالله، فلما مضى الميعاد اخلى لی نفسه فقال: انا اكشف لك عما تعرضت له،

"اس کے بعد فرمایا کہ صبر کرو یہاں تک کہ میں تم کو تفصیلی وصیت کرنے کے لئے فرصت کا وقت نکال لوں، اور اپنے فکر کو تمہاری طرف پورا لگا سکوں اور تم کو ایسی بات بتادوں جس کی وجہ سے تم اپنے دل میں میرے شکر گذار ہوگے، وما توفیقی الا باللہ،

(حضرت یوسف بن خالدؒ فرماتے ہیں کہ

جب اتنا وقت گزر گیا جس کے گزر جانے پر وصیت فرمانے کا وعدہ کیا تھا تو مجھ کو تنہائی میں وقت دیا اور فرمایا کہ میں اب تم کو وہ سب باتیں کھول کر بتا دیتا ہوں جن کے لئے میں تمہارے واپس جانے میں آڑ لگانے والا بنا،

کأنی بك وقد دخلت البصرة واقبلت علی من یخالفوننا بها ورفعت نفسك علیهم وتطاولت بعلمك لدیهم وانقبضت عن معاشرتهم ومخالطتهم وخالفتهم وخالفوك وهجرتهم وهجروك وشتمتهم وشتموك وضللتهم وضللوك وبدعوك واتصل الشین بنا وبك فاحتجت الی الانتقال عنهم والهرب منهم وهذا لیس من رأی لانه لیس بعاقل من لم یدار من لیس له من مداراته بد حتی یجعل الله مخرجًا،

"وہ منظر گویا میری آنکھوں کے سامنے ہے جبکہ تم بصرہ میں داخل ہو گے، اور ہمارے مخالفین تمہاری طرف متوجہ ہوں گے اور اس وقت تم اپنے نفس کو (علم کے غرور میں) اُن کے مقابلہ میں بلند کرو گے اور علم کے ذریعہ اُن کے سامنے بطور فخر بڑھ چڑھکر بولنے والے بنو گے (جس کے نتیجہ میں یہ ہوگا کہ) تم اُن کے پاس اٹھنے بیٹھنے اور ساتھ رہنے سے دل برداشتہ ہو جاؤ گے، تم اُن کے مخالف ہو گے، اور وہ تمہارے، تم اُن سے قطع تعلق کرو گے اور وہ تم سے، تم اُن کو خراب لفظوں سے یاد کرو گے، اور وہ تم کو، تم اُن کو گمراہ بتلاؤ گے اور وہ تمہارے راستہ کو غلط کہیں گے، اور تم کو بدعت کی طرف منسوب کریں گے، اس سبب کا حاصل یہ ہوگا کہ ہم اور تم دونوں کی ذاتوں کو عیب لگے گا، اور آخیر نتیجہ یہ ہوگا کہ

تم اُن لوگوں کو چھوڑ کر کسی اور جگہ چلے جانے اور بھاگ جانے پر مجبور رہو گے لیکن یہ کوئی صحیح رائے نہیں ہے (کہ آدمی) ایسے حالات پیدا کرلے کہ جن کی وجہ سے عوام اور خواص میں رہ اور ٹھہر نہ سکے ہوشیاری اور سمجھداری کی بات یہ ہے کہ میل جول رکھنے کی کوشش کرتا رہے) کیونکہ وہ عقلمند نہیں ہے جو ایسے شخص کے ساتھ نباہنے کا خیال نہ رکھے جس کے ساتھ نباہنا ضروری ہو، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کے لئے کوئی راستہ نکالے"

• اذا دخلت البصرة استقبلك الناس زاروك وعرفوا حقك فانزل كل رجل منهم منزلته واكرم اهل الشرف وعظم اهل العلم ووقر الشيوخ ولاطف الاحداث وتقرب من العامة ودار الفجار واصحب الاخيار، ولا تتهاون بالسلطان ولا تحقرن احدا ولا تقصرن فى اقامة مروئتك ولا تخرجن سرك الى احد ولا تثقن بصحبة احد حتى تمتحنه ولا تصادق خبيسا ولا وضيعا ولا تالفن

جُب تم بصرہ میں داخل ہو گے لوگ تمھارا استقبال کریں گے اور تمھاری زیارت کو آئیں گے اور تمھارا حق... پہچانیں گے، اس وقت ہر شخص کو اس کے مرتبہ کے مطابق جگہ دینا اور شریفوں کی عزت کرنا، اہلِ علم کی تعظیم کرنا، بوڑھوں کی توقیر کرنا، نوعمروں سے لطف کے ساتھ پیش آنا، عوام سے نزدیک ہونا، بدکرداروں کی مدارات (یعنی دلداری) کرنا اچھے آدمیوں کی صحبت اختیار کرنا، صاحب اقتدار (بادشاہ قاضی وغیرہ) کے متعلق (قول وعمل سے) اس طرح پیش نہ آنا

ما ينكر عليك في ظاهرك وإياك
والانبساط إلى السفهاء ولا تجيبن
دعوة ولا تقبلن هدية وعليك
بالمداراة والصبر والاحتمال
وحسن الخلق وسعة الصدر
واستجد ثيابك واستفره
دابتك وأكثر استعمال الطيب
واجعل لنفسك خلوة ترم بها
حوائجك وابحث عن أخبار
حشمك وتقدم في تأديبهم
وتقويمهم واستعمل في ذلك
الرفق ولا تكثر العتاب فيهون
العذل ولا تل تأديبهم
بنفسك فإنه أبقى لحالك و
حافظ على صلواتك وابذل
طعامك فإنه ما ساد بخيل
قط ولتكن لك بطانة تعرفك
أخبار الناس فمتى عرفت بفساد
بادرت إلى إصلاحه ومتى عرفت

جس سے وہ معمولی آدمی سمجھے جائیں، کسی
کو حقیر مت سمجھنا، مروت میں کوتاہی
نہ کرنا، اپنا بھید کسی پر ظاہر نہ ہونے
دینا، کسی کی دوستی پر بغیر امتحان کے
بھروسہ نہ کرنا، کسی کمینہ اور خسیس آدمی
سے دوستی نہ کرنا، جو چیز تمہارے ظاہر
حال کے متعلق نامناسب سمجھی جاتی
ہو اس سے الفت نہ رکھنا، بیوقوفوں
سے بے تکلفی نہ برتنا، دعوت[1] اور ہدیہ
قبول نہ کرنا، مدارات، صبر، برداشت
خوش خلقی، سینے کی کشادگی کو لازم کر لینا
نئے کپڑوں کا استعمال رکھنا، سواری
کا جانور اچھا رکھنا، خوشبو کا استعمال
زیادہ رکھنا، اپنی ذاتی ضرورتوں کے
لئے تنہائی کا وقت نکال کر پوری کرنا
اپنے خادموں اور ماتحتوں کے حالات کی تلاش
اور ٹوہ میں رہنا، اُن کو ادب سکھانے
اور درست رکھنے میں پیش پیش رہنا
اور اس سلسلے میں نرمی اختیار کرنا

[illegible] قبول کرنا سنت ہے لیکن اگر کسی دینی ضرورت سے قبول نہ کرے تو اسکی گنجائش ہے ۱۲

بصلاح ازددت فيه رغبة و عناية وزر من يزورك ومن لا يزورك واحسن الى من يحسن اليك اوسيئ خذ العفو وأمر بالعرف وتغافل عما لا يعنيك واترك كل من يؤذيك، وبادر فى اقامة الحقوق، ومن مرض من اخوانك فعده بنفسك و تعاهده برسلك، ومن غاب منهم افتقدت احواله ومن قعد منهم عنك فلا تقعد انت عنه وصل من جفاك، واكرم من اتاك واعف عمن اساء اليك ومن تكلم فيك بالقبيح فتكلم فيه بالحسن الجميل ومن مات منهم قضيت حقه ومن كانت له فرحة هنأته بها ومن كانت له مصيبة عزيته عنها ومن اصابته

ڈانٹ ڈپٹ زیادہ نہ کرنا، ورنہ بے اثر ہو جائے گی، (یعنی وہ ڈھیٹ ہو جائیں گے)، اور ان کو اپنے ہاتھ سے سزا نہ دینا، اس سے تیرا وقار دیر پا رہے گا اپنی نمازوں کی پابندی کرنا اور اپنا کھانا خرچ کرتے رہنا (یعنی احباب، اقربا، تلامیذ وغیرہم کو کھلاتے رہنا) کیونکہ بخیل کبھی سرداری کے قابل نہیں ہو سکتا، تیرا ایک خاص مشیر کار ہونا چاہئے، جو لوگوں کے حالات سے تجھ کو باخبر کرتا رہے اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ جب تجھے کسی بگاڑ کی خبر لگے گی تو اس کو سدھارنے کیلئے جلدی کریگا، اور جب تجھ کو کسی خوبی کا علم ہوگا تو اور زیادہ اس کی رغبت اور اہتمام بڑھا دے گا، جو تیرے پاس آئے اور جو نہ آئے تو ان دونوں قسم کے لوگوں کے پاس جا، جو شخص تجھ سے اچھا یا برا برتاؤ کرے تو اس کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا، معاف کرتے رہنا

جائحة توجعت بها و من استنهضك بامر من اموره نهضت له و من استغاثك فاغثه و من استنصرك نصرته واظهر تودداً الى الناس ما استطعت وافش السلام ولو على قوم لئام و متى جمع بينك و بين غيرك مجلس او ضمك واياهم وجرت المسائل وخاضوا فيها بخلاف ما عندك لا تبدلهم عنك خلافاً،

نیکیوں کا حکم دینا، لایعنی چیزوں سے غافل رہنا، جو تجھ کو ایذاء دے اسکو چھوڑ دینا (یعنی بدلہ لینے کی فکر نہ کرنا) حقوق قائم کرنے میں جلدی کرنا، تیری ملنے والوں میں جو شخص بیمار ہو جائے بذاتِ خود اس کی مزاج پرسی کو جانا، اور قاصدوں کے ذریعے اُس کے حالات کی خیر خبر رکھنا، اُن میں سے جو غائب ہو جائے (یعنی تیرے پاس آمد و رفت کا سلسلہ ٹوٹ جائے) تو اس کے حالات کی تفتیش کرنا اور اُن میں سے جو شخص تیری پاس

آنے سے بیٹھ رہے تو اس کے پاس جانے سے مت رُکنا، جو تجھ سے بدسلوکی کرے اس سے تعلق جاری رکھنا، اور جو تیرے پاس آئے اس کا اکرام کرنا، جو شخص تجھ سے بری طرح سے پیش آئے اُس کو معاف کر دینا، اور تیرے بارے میں جو شخص بدگوئی کرے تو اس کے متعلق اچھی اور عمدہ باتیں کرنا، ان میں سے جو شخص مر جائے، اگر اس کا حق تیرے ذمہ ہو) تو حق ادا کر دینا (یعنی وارثوں کو دیدینا) جس کو خوشی حاصل ہو اس کو مبارک بادی دینا، اور جسے مصیبت پہونچ جائے اس کو تسلی دینا، اور جسے کوئی آفت پہونچے تو بھی دردمندی کا اظہار کرنا، جو کوئی اپنی کسی کام کے لئے تجھ کو اٹھا کرلے چلنا چاہے تو اس کے لئے اُٹھ کھڑا ہونا، اور

اور جو کوئی تجھ سے فریاد کرے اس کا فریاد رس ہو جانا، اور جو کوئی تجھ سے مدد چاہے اس کی مدد کرنا، جہاں تک ہو سکے لوگوں کے سامنے دوستی ظاہر کرنا، سلام خوب پھیلانا اگرچہ کمین لوگوں کو کرنا پڑے، جب تو دوسروں کیساتھ کسی مجلس میں بیٹھے، یا کسی مجلس میں لوگوں کیساتھ تیرا ملنا ہو جائے اور سوالات جاری ہو جائیں جن میں لوگ اپنے غور و فکر کو لیکر گھس جائیں، اور انکے غور و فکر کا نتیجہ تیرے مسلک کے خلاف ہو، تو تُو (جلدی سے) اپنی رائے کا اظہار مت کرنا۔"

فان سئلت عنها اخبرت بما يعرفه القوم ثم تقول فيها قول آخر وهو كذا وكذا والحجة له كذا فان سمعوه منك عرفوا منزلتك ومقدارك واعط كل من يختلف اليك نوعاً من العلم ينظر فيه وخذهم بجلي العلم دون دقيقه و آنسهم ومازحهم احياناً و حادثهم فانها تجلب لك المودة وتستديم مواظبة العلم واطعمهم احياناً وتغافل عن زلاتهم واقض حوائجهم

"پس اگر تجھ سے سوال کیا جائے تو (پہلے) اسی مسلک کا اظہار کر جس کو وہ لوگ (ٹھیک) جان رہے ہوں، اس کے بعد تو کہہ کہ اس میں ایک قول اور بھی ہے جس کا بیان اس اس طرح ہے، اور اس کی دلیل یہ ہے، اگر تیری بات سنکر وہ تیرے مسلک کو قبول کر لیں، تو تیرا مرتبہ اور تیری عزت پہچان لیں گے (جس سے آئندہ تیرے سامنے کمزور بات کہنے سے رکیں گے) تیرے پاس جو بھی آتا جاتا ہو ہر ایک کو کوئی نہ کوئی علم کی ایسی بات دے جس میں وہ غور کرے اور علم کی کھلی کھلی باتوں کے ذریعہ لوگوں

وارفق بهم وسامحهم ولا
تبن لاحد منهم ضيق صدر
او ضجراً وكن كواحد منهم وعامل
الناس معاملتك لنفسك وارض
منهم ما ترضاه من نفسك
واستعن على نفسك بالصيانة
لها والمراقبة لاحوالها ودع الشغب
ولا تضجر لمن يضجر عليك،
واسمع من يسمع منك ولا
تكلف الناس ما لا يكلفونك
وارض لهم ما رضوا لانفسهم
وقدم اليهم حسن النية واستعمل
الصدق واطرح الكبر جانباً
واياك والغدر وان غدروا
بك وادّ الامانة وان خانوك
وتمسك بالوفاء واعتصم
بالتقوى وعاشر اهل الاديان
حسب معاشرتهم،

کی گرفت کرنا اس بارے میں باریک باتوں
کو استعمال نہ کرنا، لوگوں کو مانوس رکھنا،
کبھی کبھی مذاق کر لیا کرنا، اُن کے ساتھ
باتیں بھی کرنا، کیونکہ یہ چیزیں تیری لئے
محبت کو کھینچیں گی، اور اس طرح سے
علم کا سلسلہ ہمیشہ جاری رہ سکے گا کبھی
کبھی اُن کو کچھ کھلا دیا کرنا، انکی لغزشوں
سے غفلت رکھنا، ان کی حاجتیں پوری
کرنا، اُن کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرنا۔
اور اُن کے قصور کے بارے میں اس طرح
پیش آنا کہ گویا تو نے دیکھا ہی نہیں ہے
کسی کے لئے دل تنگی اور ملالِ خاطر
ظاہر نہ ہونے دینا، اور ان کے ساتھ
اس طرح رہ کہ جیسے تو انہی میں سے
ایک ہے، لوگوں کے ساتھ اس طرح
معاملہ رکھنا جیسے تو اپنے نفس کیساتھ
معاملہ رکھتا ہے، اور تو اپنے نفس کی
طرف سے دوسروں کے حق میں جس برتاؤ
کو پسند کرے اُن کی طرف سے اپنے لئے اسی کو پسند کر، اپنے نفس پر قابو

پانے کے لئے اس طرح (نفس ہی سے) مدد حاصل کرنا کہ تو اس کو خامیوں سے بچایا کرے، اور اس کے حالات کا مراقبہ کرتا رہی، شر بھلانے والے کاموں کو چھوڑ دے، جو تجھ سے بر داشتہ خاطر ہو جائے تو اس کی طرف سے برداشتہ خاطر نہ ہونا، جو تیری طرف کان لگائے تو بھی اس کی بات سننا، لوگ جو کام تجھ سے نہ لیں اُس قسم کا کام تو بھی اُن سے نہ لے، لوگوں کے لئے اُس حالت پر راضی ہو جا جس پر وہ اپنے نفسوں کے لئے راضی ہوں، اُن کی طرف حُسنِ نیت کو بڑھانا، سچائی کو کام میں لانا، تکبر ایک طرف کو پھینک دینا، دھوکہ دینے سے بچنا، اگرچہ لوگ تجھ کو دھوکہ دیں، امانت ادا کرنا اگرچہ لوگ تجھ سے خیانت کا برتاؤ کریں، عہدِ دوستی کے پورا کرنے کو مضبوط پکڑنا، پرہیزگاری کو ہاتھ سے نہ جانے دینا، دوسرے دین والوں سے مناسب معاشرت کے ساتھ پیش آنا،،

فانك ان تمسكت بوصيتى هذه رجوت لك ان تسلم ثم قال له يحزننى مفارقتك ويونسنى معرفتك فواصلنى بكتبك وعرفنى حوائجك وكن لى كابن فانى لك كاب ؛

"ان نصیحتوں کے بعد حضرت امام صاحبؒ نے اپنے شاگرد عزیز سے فرمایا کہ) بیشک تو اگر میری وصیت کو مضبوطی سے پکڑے گا تو میں امید کرتا ہوں کہ (تو سب خرابیوں اور مصیبتوں سے) سالم رہی گا، اس کے بعد فرمایا کہ مجھ کو تیری جدائی سے رنج ہے اور تجھ سے جو جان پہچان ہے وہ میرے لئے اُنس کا ذریعہ ہی، تو اپنے خطوں کے ذریعے

مجھ سے تعلق باقی رکھنا، اور اپنی حاجتوں سے مجھے مطلع کرتے رہنا، اور (اس بارے میں) تو میرے لئے مثل بیٹے کے ہے، کیونکہ میں تیرے لئے مثل باپ کے ہوں"۔

وصلی اللہ علیٰ سیدنا محمد النبی الامی وعلیٰ
آلہ واصحابہ وسلم

اِنتہت وصیۃ الامام الاعظم ابی حنیفۃ
النعمان بن الثابت الکوفی رحمہ اللہ تعالیٰ
وَاَعلیٰ درجاتہ ونفعنا بعلومہ
لتلمیذہٖ یوسف بن خالد سمتیؒ

"حضرت امام اعظمؒ کی وصیت ختم ہوئی جو اپنے شاگرد یوسف ابن خالد سمتیؒ کو فرمائی تھی"۔

وَصِيَّةُ الْإِمَامِ الْأَعْظَمِ أَبِي حَنِيفَةَ النُّعْمَانِ بْنِ ثَابِتٍ

لِابْنِهِ حَمَّادٍ رَحِمَهُمَا اللّٰهُ تَعَالٰی

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی وصیت

جو اپنے صاحبزادہ حماد رحمۃ اللہ علیہ کو فرمائی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

يُبُنَيَّ ارشدك الله و ايدك اوصيك بوصايا ان حفظتها وحافظت عليها رجوت لك السعادة فى دينك ودنياك ان شاء الله ،

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

اے میرے پیارے بیٹے! اللہ تجھے ہدایت پر ثابت قدم رکھے اور (امورِ خیر میں) تیری تائید فرمائے، میں تجھے چند وصیتیں کرتا ہوں اگر تم نے ان کو یاد رکھا اور ان پر پابندی سے عمل پیرا رہے تو مجھے امید ہے کہ انشاء اللہ دنیا اور آخرت میں تم سعادتمند رہو گے ''۔

اولها التقوىٰ بحفظ جوارحك من المعاصى خوفاً من الله تعالىٰ والقيام باوامره عبودية له تعالىٰ

نمبر ۱: تقویٰ اختیار کرو (یعنی) اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے اپنے اعضاء وجوارح کو گناہوں سے محفوظ رکھو، اور اللہ کے احکام پر پوری طرح قائم رہو، اور اس سب سے اللہ تعالیٰ کی خالص عبادت

مقصود ہو"

والثانی[٢] ان لا تستقر علی جہل ما تحتاج الی علمہ،

نمبر۲: جس چیز کے جاننے کی ضرورت ہو اس کے جاننے سے جاہل مت رہنا، (یعنی اس کے جاننے کی فکر کرنا اور جہالت پر مت ٹھیر جانا)"

والثالث[٣] ان لا تعاشر شخصًا الا من تحتاج الیہ فی دینك ودنیاك،

نمبر۳: جب تک دینی یا دنیاوی حاجت نہ ہو کسی شخص کے ساتھ میل جول مت رکھنا،

والرابع[۴] ان تنصف من نفسك ولا تنصف لہا الا لضرورۃ،

نمبر۴: دوسروں کے لئے اپنے سے انصاف کرنا اور بغیر مجبوری کے اپنے نفس کے لئے انصاف کا خواہاں مت ہونا (مطلب یہ ہو کہ دوسروں کے حقوق تو اپنے نفس سے پورے دلاؤ اور اس سلسلہ میں انصاف ہاتھ سے نہ جانے دو، اور اگر اپنا کوئی حق کسی پر ہو اور جس پر حق ہو وہ بے انصافی کر رہا ہو کہ پورا حق دینے سے یا بالکل دینے سے منکر ہو تو اس بارے میں انصاف کی فکر میں مت لگنا، اپنا حق چھوڑ کر ذہن فارغ کر لینا، ہاں اگر کوئی مجبوری ہو تو دوسری بات ہے،

والخامس[۵] ان لا تعادی مسلمًا ولا ذمیًا،

نمبر۵: کسی مسلمان سے اور ذمی[1] سے دشمنی مت کرو

---

[1] جو کافر مسلمانوں کی عملداری میں رہتا ہو اس کو ذمی کہتے ہیں ۱۲

والسّادس اَنْ تقنعَ من الله بما رزقك من مالٍ او جاهٍ،

نمبر۶: اللہ تعالیٰ نے جو تم کو مال دیا ہے اور جو (دنیاوی) مرتبہ عطا فرمایا ہو اس پر قناعت کر لینا،

والسّابع ان تحسّن التدبیر فیما فی یدك استغناءً به عن الناس،

نمبر۷: جو کچھ (مال وغیرہ) تمہارے قبضہ میں ہو اس میں حسنِ تدبیر اختیار کرنا (سوچ سمجھ کر چلنا تاکہ) لوگوں سے بے نیاز رہ سکو،

والثّامن علیٰ ان لّا تستهین عین الناس علیك،

نمبر۸: لوگوں کی نظروں میں اپنے کو بے وزن مت بنانا،

والتّاسع ان تقمع نفسك من الخوض فی الفضول،

نمبر۹: فضول باتوں اور فضول کاموں میں پڑنے سے اپنے نفس کو علیحدہ رکھنا،

والعاشر ان تلقی الناس مبتدئًا بالسلام محسنًا بالکلام متحببًا الیٰ اھل الخیر مدارئًا لاھل الشر،

نمبر۱۰: لوگوں سے ملاقات کرتے وقت خود پہلے سلام کرو (اور) بات کرنے میں خوبی اختیار کرو اہلِ خیر سے محبت کے ساتھ پیش آؤ، اور اہلِ شر کی مدارات کرو (ان کی دلداری رکھو تاکہ کوئی تکلیف نہ پہنچائیں)

والحادی عشر ان تکثر ذکر الله تعالیٰ والصّلوٰة علیٰ رسوله

نمبر۱۱: اللہ کے ذکر کی کثرت کرو اور رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت کے

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،
والثانی عشر ان تشتغل بسید
الاستغفار وھو قولہ علیہ
السلام اللّٰھم انت ربی لا الٰہ
الا انت خلقتنی وانا عبدک
وانا علی عھدک ووعدک
ما استطعت اعوذبک من
شر ما صنعت ابوءُ لک بنعمتک
علیّ وابوءُ بذنبی فاغفرلی
فانہ لایغفر الذنوب الا انت

ساتھ درود بھیجو،
نمبر ۱۲ :- سید الاستغفار میں مشغول
رہو، (یعنی اس کو پڑھا کرو) سید
الاستغفار یہ ہے:- اَللّٰھُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَا اِلٰہَ
اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ وَاَنَا عَبْدُکَ وَاَنَا عَلٰی
عَھْدِکَ وَوَعْدِکَ مَا اسْتَطَعْتُ اَعُوْذُ
بِکَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ اَبُوْءُ لَکَ
بِنِعْمَتِکَ عَلَیَّ وَاَبُوْءُ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْ لِیْ
فَاِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ،
اس کی فضیلت یہ ہے کہ جو شخص شام

لہ مشکوۃ المصابیح ص۲۰۱ میں سید الاستغفار کے یہی الفاظ صحیح بخاری سے نقل کئے ہیں اور ان کے پڑھنے کی فضیلت بھی اسی طرح نقل کی ہے جس طرح متن مذکور میں ہے ترجمہ سید الاستغفار کا یہ ہے :- "اے اللہ! تو میرا رب ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو نے مجھے پیدا فرمایا اور میں تیرا بندہ ہوں اور تیرے عہد پر اور وعدہ پر قائم ہوں جہاں تک مجھ سے ہو سکے، میں نے جو گناہ کئے اُن کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں، تیری نعمتوں کا اقرار کرتا ہوں، اور جو میں نے گناہ کئے اس کا بھی اقراری ہوں، لہٰذا مجھے بخشدے، کیونکہ تیرے علاوہ کوئی گناہوں کو نہیں بخش سکتا" ۱۲

من قالها حين يمسى فمات
من ليلته دخل الجنة ومن
قالها حين يصبح فمات من
يومه دخل الجنة وعن ابى
ابى الدرداء رضى الله عنه حين
قيل له احترق بيتك قال
ما احترق لكلمات سمعتهن
من رسول الله صلى الله عليه
وسلم من قالها اول نهاره
لم تصبه مصيبة حتى يمسى
ومن قالها آخر النهار لم تصبه
حتى يصبح اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّيْ
لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ عَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ
وَاَنْتَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ۔
مَا شَاءَ اللّٰهُ كَانَ وَمَا لَمْ يَشَأْ
لَمْ يَكُنْ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا
بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ ط اَعْلَمُ

کو اسے پڑھ لے گا پھر اسی رات میں
موت آجائے گی تو جنت میں داخل
ہوگا، اور جو شخص اسے صبح کو پڑھ لیگا
پھر اس دن میں مرجائے گا تو جنت میں
میں داخل ہوگا،

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے کسی نے کہا
کہ آپ کا گھر جل گیا، انھوں نے فرمایا کہ نہیں جلا
ان کلمات کی وجہ سے جو میں نے حضور اکرم صلی اللہ
علیہ وسلم سے سنے ہیں، آپ نے فرمایا کہ جو شخص
ان کو دن کے شروع میں پڑھ لے اس کو
شام ہونے تک کوئی مصیبت نہیں
پہنچیگی، اور جو شخص دن کے آخری حصہ میں
انکو پڑھ لے صبح ہونے تک اسے کوئی مصیبت
نہیں پہنچیگی (چونکہ میں ان کلمات کو پڑھتا ہوں
اور آج بھی پڑھے ہیں، اس لئے میرے مکان
میں آگ نہیں لگ سکتی)، وہ کلمات
یہ ہیں:۔ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا

له ترجمہ: ”اے اللہ تو میرا رب ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تجھ ہی پر میں نے بھروسہ
کیا، اور تو عرش عظیم کا رب ہے، جو اللہ نے چاہا وہی ہوا، اور جو اس نے نہ چاہا وہ نہ ہوا

له یہ روایت امام نووی نے کتاب الاذکار (باب ما یقال عند الصباح وعند المساء) میں عمل الیوم واللیلۃ لابن السنی کے حوالہ سے نقل کی ہے [illegible]
لفظ ومن قالها [illegible] ١٢ منہ

أَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ط
وَأَنَّ اللّٰهَ قَدْ أَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ
عِلْمًا ط اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ
مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ ذِيْ شَرٍّ
وَمِنْ شَرِّ كُلِّ دَابَّةٍ أَنْتَ اٰخِذٌ .....
بِنَاصِيَتِهَا إِنَّ رَبِّيْ عَلٰى صِرَاطٍ
مُّسْتَقِيْمٍ ط

وَالثَّالِثَ عَشَرَ ١٣ أَنْ تُوَاظِبَ عَلٰى
قِرَاءَةِ الْقُرْاٰنِ كُلَّ يَوْمٍ وَتُهْدِيْ
ثَوَابَهَا إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوَالِدَيْكَ وَأَسَاتِيْذِكَ
وَسَائِرِ الْمُسْلِمِيْنَ،
وَالرَّابِعَ عَشَرَ ١٤ أَنْ تَحْتَرِزَ مِنْ
أَصْحَابِكَ أَكْثَرَ مِنْ أَعْدَائِكَ

أَنْتَ عَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَأَنْتَ رَبُّ
الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ط مَا شَاءَ اللّٰهُ كَانَ وَمَا
لَمْ يَشَأْ لَمْ يَكُنْ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ
الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ ط أَعْلَمُ أَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ
قَدِيْرٌ ط وَأَنَّ اللّٰهَ قَدْ أَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ
عِلْمًا ط اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ
وَمِنْ شَرِّ كُلِّ ذِيْ شَرٍّ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ دَابَّةٍ أَنْتَ
اٰخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا إِنَّ رَبِّيْ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ط

نمبر ۱۳: پابندی کے ساتھ روزانہ
قرآن شریف پڑھا کرو اور حضور اقدس
صلی اللہ علیہ وسلم کو اور اپنے والدین کو
اور اپنے استاذوں کو اور تمام
مسلمانوں کو اس کا ثواب پہنچایا کرو۔

نمبر ۱۴: جو لوگ تم سے تعلق رکھتے
ہیں ان کے شر سے بچنے کا اس سے

(بقیہ ترجمہ صفحہ گذشتہ) نیکی کرنے کی اور گناہ سے بچنے کی کوئی طاقت نہیں، مگر اللہ کے
قوت دینے سے جو برتر ہے، اور بڑا ہے، اور میں جانتا ہوں کہ بیشک اللہ ہر چیز کو اپنے احاطۂ
علمی میں لئے ہوئے ہے، اے اللہ بلاشبہ میں آپکی پناہ چاہتا ہوں اپنے نفس کے شر سے اور ہر شر والے
کے شر سے اور ہر اس چوپایہ کے شر سے جس کی پیشانی آپکے قبضہ میں ہے، بیشک میرا رب صراط مستقیم

اذ كثر فى الناس الفساد فعدوك من صديقك مستفاد،

زیادہ اہتمام کرو جتنا اپنے دشمنوں (کے شر) سے بچنے کا اہتمام کرتے ہو کیونکہ لوگوں میں بگاڑ زیادہ ہو گیا ہے، جو تمہارے دشمن ہیں تمہارے دوستوں ہی سے پیدا ہوتے ہیں،

والخامس عشر ۱۵ ان تكتم سرك وذهبك ومذهبك وذهابك،

نمبر ۱۵: اپنے بھید کو اور اپنے زر یعنی مال کو اور دنیاوی امور میں اپنے اختیار کردہ انتظام کو اور کسی جگہ جانے کو پوشیدہ رکھو،

والسادس عشر ۱۶ ان تحسن الجوار وتصبر على اذى الجار،

نمبر ۱۶: پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک کرو اور پڑوسی سے جو تکلیف پہونچے اس پر صبر کرو،

والسابع عشر ۱۷ ان تتمسك بمذهب اهل السنة والجماعة وتتجنب عن اهل الجهالة وذوى الضلالة،

نمبر ۱۷: اہل السنۃ والجماعۃ کے مسلک کو مضبوطی سے پکڑو اور جہالت والوں اور گمراہوں سے پرہیز رکھو،

والثامن عشر ۱۸ ان تخلص النية فى امورك وتجتهد فى اكل الحلال على كل حال،

نمبر ۱۸: اپنے تمام کاموں میں نیت خالص رکھو، اور ہر حال میں حلال کھانے کی فکر کرو،

والتاسع عشر ۱۹ ان تعمل بخمسة احاديث جمعتها

نمبر ۱۹: پانچ حدیثوں پر عمل کرو، جن کو میں نے پانچ لاکھ حدیثوں سے

من خمس مائة الف حدیث
(ا) انما الاعمال بالنیات و لکل امری ما نوی

جمع کیا ہے، وہ پانچ حدیثیں یہ ہیں:۔
(۱) اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ وَاِنَّمَا لِکُلِّ امْرِیٍٔ مَّا نَوٰی (سب اعمال کا دارومدار نیت پر ہے، اور انسان کے لئے وہی ہے جس کی اس نے نیت کی، (یعنی ثواب و عذاب نیتوں ہی سے متعلق ہے، عمل خالص اللہ کے لئے ہوگا تو ثواب ملے گا، اور عمل ریا،کاری کے طور پر ہوگا تو باعث عذاب ہوگا)۔

(ب) من حسن اسلام المرء ترکه ما لا یعنیه،

(۲) مِنْ حُسْنِ الْمَرْءِ تَرْکُهٗ مَا لَا یَعْنِیْهِ (انسان کے اسلام کی ایک خوبی یہ ہے کہ جو چیز (دنیا یا آخرت میں) اس کے لئے فائدہ مند نہ ہو اس کو چھوڑ دے[لہ])۔

(ج) لا یؤمن احدکم حتی یحب لاخیه ما یحب لنفسه،

(۳) لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یُحِبَّ لِاَخِیْهِ مَا یُحِبُّ لِنَفْسِهٖ، (تم میں سے کوئی شخص مومن نہ ہوگا جبتک

[illegible]

لہ بہت سے ایسے کام اور ایسی باتیں ہوتی ہیں جو بے فائدہ ہوتی ہیں، اُن سے دینُ دنیا کا کوئی نفع وابستہ نہیں ہوتا، اور وقت برباد ہوتا چلا جاتا ہے ایسی چیزوں کو لایعنی کہتے ہیں اہل باطن کا ان میں مشغول ہونے سے نیکیوں کی رونق جاتی رہتی ہے، اور یہ نقصان ہوتا ہے کہ اتنی دیر میں جو تلاوت اور درود وغیرہ میں لگ سکتے تھے وہ رہ جاتا ہے، تاجرانِ متاعِ دنیوی تو نفع نہ ہونے کو بھی نقصان سمجھتے ہیں، مگر طالبانِ آخرت فکر نہیں کرتے، وہ لایعنی میں لگ کر بہت سا وقت برباد کر دیتے ہیں، اور یہ بھی سمجھنا چاہئے کہ جب لایعنی سے بچنا اس قدر قابلِ تنبیہ ہے تو گناہوں سے بچنا کس قدر ضروری ہوگا؟ ۱۲ مترجم

اپنے (مسلمان) بھائی کے لئے وہی چیز پسند نہ کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے،

(د) ان الحلال بیّن والحرام بیّن و بینهما مشتبهات لا یعلمهن کثیر من الناس فمن اتّقی الشبهات استبرأ لدینه وعرضه و من وقع فی الشبهات وقع فی الحرام کراع یرعی حول الحمی یوشك ان یقع فیه الا وان لکلّ ملك حمی الا وان حمی الله محارمه الا وان فی الجسد مضغة اذا صلحت صلح الجسد کلّه واذا فسدت فسد الجسد کلّه وهی القلب،

(۴) اِنَّ الحَلَالَ بَیِّنٌ وَ الحَرَامَ بَیِّنٌ وَبَیْنَهُمَا مُشْتَبِهَاتٌ لَا یَعْلَمُهُنَّ کَثِیْرٌ مِّنَ النَّاسِ فَمَنِ اتَّقَی الشُّبُهَاتِ اِسْتَبْرَأَ لِدِیْنِهٖ وَعِرْضِهٖ وَمَنْ وَقَعَ فِی الشُّبُهَاتِ وَقَعَ فِی الحَرَامِ کَرَاعٍ یَرْعٰی حَوْلَ الحِمٰی یُوْشِكُ اَنْ یَّقَعَ فِیْهِ اَلَا وَاِنَّ لِکُلِّ مَلِكٍ حِمًی اَلَا وَاِنَّ حِمَی اللّٰهِ مَحَارِمُهٗ اَلَا وَاِنَّ فِی الجَسَدِ مُضْغَةً اِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الجَسَدُ کُلُّهٗ وَاِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الجَسَدُ کُلُّهٗ اَلَا وَهِیَ القَلْبُ ط (بلاشبہ حلال (بھی) ظاہر ہے اور (بلاشبہ حرام (بھی) ظاہر ہے، اور دونوں کے درمیان شبہ کی چیزیں ہیں، جن کو بہت سے لوگ نہیں جانتے، سو جو شخص شبہات سے بچا اُس نے اپنے دین اور آبرو کو محفوظ کر لیا، اور جو شخص شبہات میں پڑ گیا (یعنی شبہ کی چیزوں کو چھوڑنے کی بجائے ان کو اپنے عمل میں لے آیا) وہ حرام میں پڑ جائیگا، جیسا کہ چرواہا اپنا ریوڑ (کسی کھیت کی) باڑ کے قریب چرائے تو عنقریب ایسا

ہو گا کہ کھیت میں بھی)، اس کا ریوڑ چرنے لگے گا، (پھر فرمایا کہ) خبردار! بلاشبہ ہر بادشاہ نے (اپنے قانون وضع کرکے) باڑ لگادی ہے (اور اپنی رعایا کے لئے حد بندی کردی ہے) اور بلاشبہ اللہ کی حد بندی وہ چیزیں ہیں جن کو اس نے حرام قرار دیا ہے (پھر فرمایا کہ) خبردار انسان کے بدن میں ایک ٹکڑا ہے جب وہ درست ہوگا تو سارا جسم درست ہو جائے گا اور وہ ٹکڑا بگڑ جائے تو سارا جسم بگڑ جائے گا، خبردار! وہ ٹکڑا دل ہے،

(۵) المسلم من سلم المسلمون من لسانہ و یدہ،

(۵) اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِہٖ وَیَدِہٖ (کامل مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان سالم رہیں) (یعنی کسی بھی مسلمان کو کسی بھی طرح کی کوئی تکلیف اس سے نہ پہنچے)

والعشرون ان تکون بین الخوف والرجاء فی حال

نمبر ۲۰: تم اپنی صحت کے زمانہ میں خوف اور رجا یعنی امید وبیم کے

ل حضرت امام ابوداؤد صاحب السنن رحمۃ اللہ علیہ سے بھی منقول ہے کہ انھوں نے ارشاد فرمایا میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پانچ لاکھ حدیثیں لکھی ہیں، جن میں سے ... چار ہزار آٹھ سو میں نے اپنی کتاب میں جمع کردی ہیں، جو سند کے اعتبار سے صحیح ہیں یا صحیح کے قریب ہیں اور انسان کو اپنے دین پر چلنے کے لئے ان میں سے چار حدیثیں کافی ہیں، (جو اصول پر مشتمل ہیں) پھر وہی چار حدیثیں ذکر فرمائیں جو حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے نمبر وار ذکر فرمائی ہیں، پانچویں حدیث حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے انتخاب میں زائد ہے، یہ پانچ حدیثیں بہت جامع ہیں، اور زندگی کے ہر شعبہ پر حاوی ہیں ۱۲

صحتك وتموت بحسن الظن باللہ وغلبة الرجاء بقلب سلیم، ان اللہ غفور رحیم ۞

درمیان رہو، یعنی فرائض اور احکام بجالاتے ہوئے اور گناہوں سے بچتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے ڈرتے بھی رہو کہ پکڑ نہ ہو جائے، اور جو بھی نیک عمل کرو اللہ سے اس کے ثواب کی اور اس کے قبول ہونے کی اور آخرت میں نجات پانے کی امید بھی رکھو) اور جب موت آنے لگے تو اس حال میں مرنا کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ حُسنِ ظن ہو، (یعنی مغفرت اور نجات کا پختہ یقین ہو) اور امید غالب ہو کہ اللہ تعالیٰ ضرور مغفرت فرمادیں گے) یہ خوف اور امید قلب سلیم کے ساتھ ہو، بیشک اللہ بہت بخشنے والا بہت مہربان ہے ۞

تمت

وصیة الامام الاعظم

لابنه حمّادُ رحمهما اللہ تعالیٰ

تمت بالخیر والحمد للہ رب العالمین،

حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی وصیت کا ترجمہ تمام ہوا

جو انھوں نے اپنے صاحبزادہ حمّادؒ کو فرمائی تھی ۞

وَصِيَّةُ الْإِمَامِ الْأَعْظَمِ أَبِي حَنِيفَةَ النُّعْمَانِ بْنِ ثَابِتٍ الْكُوفِي

رَفَعَ اللهُ دَرَجَاتِهِ

لِتِلْمِيذِهِ أَبِي عِصْمَةَ نُوحِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى

(فِي أُمُورِ الْقَضَاءِ)

حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی وہ

وصیّت

جو بسلسلۂ آدابِ قضا حضرت نوح بن ابی مریم رحمۃ اللہ کو فرمائی تھی:

بسم اللہ الرحمن الرحیم ٥
نحمدہٗ ونصلّی علیٰ رسولہ الکریم
قال نوح بن ابی مریم —— کنت اسأل اباحنیفۃؒ عن معانی الاحادیث فکان یفسرھا ویعبرھا ویبینھا وکنت اسألہ ایضاً عن المسائل غامضۃ وعامۃ ماکنت

بسم اللہ الرحمن الرحیم ٥
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم
حضرت نوح بن ابی مریم رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا کہ میں حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے احادیث کے معانی دریافت کرتا تھا، جن کو آپ خوب اچھی طرح بیان فرماتے تھے، (کیونکہ شرح معانی حدیث حضرت

اسألہ عن مسائل القضاء و
الاحکام فقال لی یوما یا نوح
تدق باب القضاء، قال فلما
رجعت الی مرو لم البث
الّا قلیلا حتّٰی ابتلیت بالقضاء
وابو حنیفۃ باقٍ، قال فکتبت
الیہ کتابا اعلمہ ذلک واعتذر
الیہ فکتب من ابی حنیفۃ
الی ابی عصمۃ ورد کتابک
ووقفت علی جمیع ما فیہ
وقلدت امانۃ عظیمۃ یعجز
عنہا الکبار من الناس وانت
..... کالغریق فاطلب لنفسک
مخرجا وعلیک بتقوی اللّٰہ
فانہا قوام الامور، والخلاص
فی المعاد، والنجاۃ من کلّ
بلیۃ وبہ تدرک احسن
العواقب قرن اللّٰہ بخیر
عواقب امورنا ووفقنا

امام ابو حنیفہ رح کا خاص فن تھا، اسی
کو فقہ فی الدین کہتے ہیں)۔ نیز میں آپ
سے خوب باریک مسائل پوچھتا تھا،
اور (عام طور سے میرے سوالات قضاء
اور احکام کے بارے میں ہوتے تھے،
حضرت امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ
نے ایک دن بطور پیشین گوئی ارشاد
فرمایا کہ اے نوح تو قضاء کا دروازہ
کھٹکھٹائے گا (یعنی تو قاضی بنکر
رہے گا)، پھر جب میں اپنے شہر مرو
کی طرف لوٹا تو تھوڑا ہی عرصہ گذرا
تھا کہ میں قضاء میں مبتلا ہوگیا،
(یعنی قاضی بنادیا گیا) حضرت
امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس وقت
تک بقیدِ حیات تھے، میں نے انکو
ایک خط لکھا، جس میں قضاء میں
مبتلا ہونے کا تذکرہ کیا، اور معذرت
بھی لکھی (کہ میں نے مجبوراً قضاء کا
کام قبول کرلیا ہے)۔ اس کے جواب

لمرضاته انه سميع قريب ،
واعلم ان ابواب القضايا
لا يدركها الا العالم النحرير
الذي وقف على اصول العلم
الكتاب والسنة واقاويل
الصحابة وكان له بصر
ورأي ونفاذ فاذا اشكل
عليك شئ من ذلك فارحل
الى الكتاب والسنة والاجماع
فان وجدت ذلك ظاهرا
فاعمل به وان لم تجده
ظاهرا افرده الى النظائر
واستشهد عليه الاصول
ثم اعمل بما كان الى الاصول
اقرب وبه اشبه، وشاور
اهل المعرفة والبصر فان
فيهم ان شاء الله من يدرك
ما لا تدركه انت، فاذا
جلس اليك الخصمان فسو

میں حضرت امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ
نے تحریر فرمایا کہ تمہارا خط ملا، اور
اس میں جو کچھ تم نے تحریر کیا ہے اس
سے باخبر ہوا تمہارے گلے میں بہت
بڑی امانت ڈال دی گئی ہے، جس سے
(عہدہ برآ ہونے سے) بڑے بڑے لوگ
عاجز ہوتے ہیں، اور اس وقت تمہارا
حال ایسا ہی جیسے کوئی شخص ڈوبنے
والا ہو، لہذا اپنے نفس کے لئے اس
بھنور سے نکلنے کا کوئی راستہ تلاش
کرو، اور اللہ کے خوف کو لازم پکڑلو،
کیونکہ یہ چیز تمام امور کو درست رکھنے
والی ہے، اور آخرت میں چھٹکارا
پانے کا ذریعہ ہی، اور ہر مصیبت سے
نجات پانے کا وسیلہ ہے، اور اسی کے
ذریعہ تم اچھے انجام کو پالوگے، اللہ تعالیٰ
ہمارے سب کاموں کو حسن عاقبت
نصیب فرمائے، اور ہم کو اپنی رضا مندی
کے کاموں کی توفیق دے، بلاشبہ

بین الضعیف والقوی والشریف
والوضیع فی المجلس والاقبال
والکلام، ولا تظهرن من نفسك
شیئا یطمع فیك الشریف
لشره و ییأس الوضیع
لضعفه، واذا جلس الخصمان
بین یدیك فدعهما حتی
یستمکنا من الجلوس ویذهب
عنهما خجل الجلوس والروع،
ثم کلمهما برفق، وافهمهما
کلامك واستوعب کلام کل
واحد منهما ولا تعجلهما و
دعهما حتی یفرغا من جمیع
ما یریدان الا ان یاخذا فی
فضل فتمنعهما عن ذلك
وتبین لهما ذلك، ولا تقض
عند الضجر والغضب والحزن،
ولا تقض حاقنا ولا جائعا،
ولا اذا کنت مشغول القلب

وہ سننے والا اور قریب ہے،
یہ بات خوب جان لو کہ فیصلوں
کے ابواب ایسے ہیں کہ اُن کو بہت
بڑا عالم ہی سمجھ سکتا ہے، جو اصولِ
علم (یعنی کتاب اور سنت اور حضرات
صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے اقوال) سے
واقف ہو، اور خود بھی صاحبِ بصیرت
(صحیح رائے) والا ہو، اور نافذ کرنے
کی قدرت رکھتا ہو،

جب تم کو کسی بھی چیز میں اشکال
پیدا ہو تو کتاب و سنت اور اجماع
کی طرف متوجہ ہونا، اگر کتاب و سنت
اور اجماع میں بالکل واضح اور ظاہر
کوئی مسئلہ مل جائے تو اس پر عمل کرو،
اور اگر صراحۃً واضح طور پر مسئلہ نہ ملے
تو اس کے نظائر تلاش کر کے قیاس
کر لینا، اور کتاب و سنت اور اجماع
سے اس کے لئے استشہاد کر لینا،
پھر اُس پر عمل کرنا جو اصولِ ثلاثہ مذکورہ

ولا تقض الا وانت فارغ القلب، ولا تعجل لفصل القضاء بين القرابات و اردد هم مجالس لعلهم يصطلحون، فان كان والا قضيت بينهم، ولا تقض على احد حتى يتبين لك الوجوه التي تلزمه ذلك ولا تلقن الشاهد، ولا تشر في مجلسك، ولا تومِ الى احد، ولا تكل الى قرابتك شيئاً من الامور، ولا تجيبن احداً في دعوة فيلزمك التهمة ولا تتحدث في مجلس القضاء، واثر تقوى الله على ما سواه يكفك امور دنياك واخرتك، ويرزقك السلامة رزقنا الله واياك حياة طيبة ومنقلباً كريماً،

سے اقرب اور اشبہ ہو، اور اس بارے میں، اہلِ معرفت اور اہلِ دانش سے مشورہ کرلیا کرنا، کیونکہ ان میں انشاء اللہ تعالیٰ ایسے لوگ بھی ہوں گے جو وہ بات سمجھ لیں گے جس کے سمجھنے سے تم قاصر رہو گے،

جب مدعی اور مدعا علیہ دونوں فریق تمہارے پاس حاضر ہوں، تو ضعیف اور قوی اور شریف اور وضیع (بے حیثیت کم آبرو نظروں سے گرے ہوئے آدمی) کے درمیان برابری کرنا، بیٹھنے کی جگہ دینے میں اور اُن پر توجہ کرنے میں اور بات کرنے میں برابری کا برتاؤ کرنا، اور کوئی ایسی چیز ظاہر نہ ہونے دینا جس سے بڑا آدمی اپنی بڑائی کی وجہ سے تم سے کوئی بے جا امید رکھنے لگے (کہ ناحق ہوتے ہوئے فیصلہ اس کے حق میں کردو گے) اور گرا ہوا آدمی

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیّدنا وسندنا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین ؛

تمت بالخیر

گرا ہوا ہونے کی وجہ سے تمھاری جانب سے ناامید ہو جائے (اور یہ سمجھنے لگے کہ اگر فیصلہ میرے حق میں ہو گا تب بھی میرے حق میں فیصلہ نہ ہو گا) جب دونوں فریق تمھارے سامنے بیٹھ جائیں تو ان کو اتنی دیر چھوڑے رکھنا (یعنی مہلت دیدینا) کہ وہ اچھی طرح اطمینان سے بیٹھ جائیں، اور عدالت میں حاضری کی شرمندگی اور خوف اُن کے دل سے چلا جائے، پھر اُن سے نرمی کے ساتھ بات کرنا، اور اپنی بات اُن کو سمجھانا، اور اُن میں سے ہر ایک کی پوری بات سننا، اور ان کو جلدی میں مت ڈال دینا، (یعنی ایسا طرزِ عمل اختیار نہ کرنا جس سے وہ اپنی بات جلدی ختم کرنے پر مجبور ہو جائیں) اور اُن کو اس حد تک اپنا اپنا موقف بیان کرنے کا موقع دینا کہ وہ (پوری طرح) ساری بات کہہ کر فارغ ہو جائیں جو وہ کہنا چاہتے ہیں، ہاں اگر وہ فضول باتیں کرنے لگیں تو ان کو روک دینا، اور بات بتا دینا، (کہ اس بات کا اصل معاملہ سے کوئی تعلق نہیں ہے)، اور تنگ دلی اور بد دلی اور غصہ اور رنج کے وقت کوئی فیصلہ نہ کرنا، اور ایسے وقت بھی کوئی فیصلہ نہ کرنا جبکہ تم کو پیشاب پاخانہ کا تقاضا ہو، یا بھوک لگ رہی ہو، یا تمھارا دل کسی دوسرے کام میں لگا ہوا ہو فیصلہ صرف اُسی حالت میں کرنا جب کہ تمھارا دل اُلجھن سے اور ہر ایسی بات سے فارغ ہو جو فیصلہ پر پوری طرح توجہ دینے سے مانع ہو، اور آپس میں

رشتہ داروں کے جو جھگڑے ہوں ان کے فیصلوں میں جلدی نہ کرنا، اور چند مجلسوں میں ان کو بلانا، ممکن ہے وہ آپس میں صلح کرلیں، اگر وہ صلح کرلیں تو بہتر ہے، ورنہ اُن کے درمیان شرعی فیصلہ کر دینا، اور کسی کے خلاف فیصلہ نہ کرنا جب تک پوری طرح وہ چیزیں واضح نہ ہو جائیں جن کی وجہ سے اُن پر الزام ثابت ہوتا ہو اور گواہ کو کوئی تلقین نہ کرنا اور اپنی مجلس میں (گواہ یا کسی فریق کو) کوئی اشارہ مت کرنا، اور اپنے اہل قرابت میں سے (قضاء سے متعلقہ امور) کسی کے سپرد نہ کرنا، اور قاضی ہونے کے زمانہ میں کسی کی دعوت قبول نہ کرنا، ورنہ تم پر تہمت لگ جائے گی (کہ دعوت کھا کر اور رشوت لے کر جانب داری کے فیصلے کرتے ہیں)۔

مجلسِ قضاء میں (احباب واصحاب سے) بات چیت مت کرنا، اور اللہ سے ڈرنے کو ہر چیز پر ترجیح دینا۔ یہ چیز تمہاری دنیا اور آخرت کے لئے کافی ہوگی، اللہ تمہیں باسلامت رکھے، اور ہمیں اور تمہیں حیاتِ طیبہ اور آخرت میں بہترین مقام نصیب فرمائے،

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہٖ سیدنا وسندنا محمدؐ و آلہٖ واصحابہٖ اجمعین

تمت بالخیر

وَصِيَّةُ الامام الاعظم ابی حنیفة النعمان بن ثابت

لکبار تلامیذہ رحمہ اللہ تعالیٰ وایاھم

حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی وصیت

جو انھوں نے اپنے اکابر تلامذہ کو فرمائی تھی۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

روی ابو یوسف انہ قال اجتمعنا عند ابی حنیفة رحمہ اللہ فی یوم مطیر فی نفر من اصحابہ منھم داود الطائی وعافیة الأودی والقاسم بن معن المسعودی وحفص بن غیاث النخعی ووکیع بن الجراح ومالک ابن مغول وزفر بن الھذیل وغیرھم فاقبل علینا فقال :-

انتم مسارّ قلبی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ایک دن جب کہ بارش ہو رہی تھی ہم چند اصحاب حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، حاضرین میں داؤد طائی، عافیہ اودی، قاسم بن معن مسعودی، حفص بن غیاث نخعی، وکیع بن جراح مالک بن مغول اور زفر بن الہذیل وغیرہم موجود تھے، حضرت امام اعظمؒ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ :-

آپ حضرات سے میرے دل کی

وجلاء حزني قد أسرجت لكم
الفقه والجمته فاذا شئتم
فاركبوا وقد تركت لكم
الناس يطئون اعقابكم
ويلتمسون الفاظكم وذللت
لكم الرقاب ومامنكم احدٌ الّا
وهو يصلح للقضاء وفيكم
عشرة يصلحون أن يكونوا
مؤدبي القضاة فسألتكم
بالله وبقدر ماوهب الله
لكم من جلالة العلم لما
.. صنتموه عن ذل الأستيمار
فان بُلي رجل منكم بالدخول
في القضاء فعلم من نفسه
خربة سترها الله تعالیٰ عن
العباد لم يجز قضاءه ولم يطب
له رزقه وان كانت سريرته
مثل علانيته جاز قضاءه
وطاب له رزقه فان دفعته

خوشیاں وابستہ ہیں، تمہیں دیکھ دیکھ کر
میرا رنج وغم دور ہوتا ہے، اور یہ یقین
ہوتا ہے کہ فقہ کی خدمت میرے بعد ہوتی
رہے گی) میں نے فقہ کو تمہارے لئے ایسی
سواری بنادیا ہے کہ جس پر زین کس دی
ہے، اور لگام لگادی ہے، جب چاہو تم
اس پر سوار ہو جاؤ، (یعنی فقہ کے اصول
وفروع جو میں نے تمہارے سامنے رکھدئے
ہیں، ان میں تمہیں مہارت پیدا ہو گئی
ہے، اُن کی وجہ سے تم جب چاہو زندگی
کے ہر شعبہ میں پیش آنے والے مسائل
مستنبط کر سکتے ہو، اور میں نے
تمہیں علم وعمل سے آراستہ کر دیا ہے
اور تمہیں) اس حال میں چھوڑا ہے
کہ لوگ تمہارے پیچھے پیچھے چلیں گے،
اور تمہارے لفظوں کو تلاش کیا کریں گے،
لوگوں کی گردنیں تمہارے سامنے جھکادی
ہیں، تم میں سے ہر شخص قاضی بننے کی
صلاحیت رکھتا ہے، اور تمہارے

ضرورة الى الدخول فيه فلا
يجعلن بينه وبين الناس
حجابًا وليصل الصلوات
الخمس فى الجامع ولينادِ
عند كل صلوٰة من له حاجة
فاذا صلّٰى صلوٰة العشاء الآخرة
نادىٰ ثلاثة اصوات من له
حاجة ثم يدخل الى منزله
فان مرض مرضًا لا يستطيع
الجلوس معه اسقط من رزقه
بقدر مرضه وايما امام عدل
فينا او جار فى حكمه بطلت
امامته ولم يجز حكمه وان
أذنب ذنبًا بينه وبين
الناس اقامه عليه اقرب
القضاة اليه،

اندرونی افراد ایسے ہیں جو قاضیوں
کو احکام دے سکتے ہیں، میں تم کو اللہ
کا واسطہ دیتا ہوں، اور جو عظیم علم
اللہ پاک نے تم کو عطا فرمایا ہے اس کا
واسطہ دیتا ہوں کہ اس علم کو تم (بادشاہ
سے) قضاء کا سوال کرنے کی ذلت سے
محفوظ رکھنا، اگر تم میں سے کسی شخص کو
قضاء میں داخل ہونے کا ابتلاء ہو،
اور وہ اپنے اندرونی حالات کے
اعتبار سے اپنی کسی بدحالت کو جانتا ہو،
جسے اللہ تعالیٰ نے لوگوں سے پوشیدہ
رکھا ہو تو اس کا قاضی بننا جائز نہ ہوگا
اور اس سلسلہ میں جو اُسے وظیفہ ملے گا
وہ حلال نہ ہوگا، اور اگر اس کا ظاہر
باطن ایک ہو تو اس کا قاضی بننا
جائز ہوگا، اور اس کا وظیفہ بھی حلال ہوگا

اگر کسی مجبوری سے عہدۂ قضاء قبول کرنا پڑے تو اپنے اور لوگوں کے درمیان
ہرگز کوئی پردہ نہ رکھے، اور پانچوں نمازیں (باجماعت) مسجد میں ادا کرے،
اور ہر نماز کے وقت یہ آواز لگادے کہ کسی کو کوئی حاجت ہو تو مجھ سے ملاقات

کرسکتا ہے، پھر جب عشاء کی نماز پڑھ لے تو یہی آواز تین مرتبہ لگائے، اس کے بعد اپنے گھر میں داخل ہو جائے، اگر زمانۂ قضاء میں بیمار ہو جائے جس کی وجہ سے (مجلسِ قضاء میں) بیٹھنے سے عاجز ہو تو جتنے دن بیمار رہا اتنے دن کا وظیفہ ساقط کر دے (یعنی بیت المال سے وصول نہ کرے) اور جو امام المسلمین غلول کرے (یعنی بیت المال میں خیانت کرے) یا ظلم کا فیصلہ کر دے اس کی امامت باطل ہو جائے گی اور اس کا فیصلہ نافذ نہ ہوگا، اور اگر امام المسلمین کوئی (ایسا) گناہ علانیہ طور پر کر بیٹھے (جس کی وجہ سے حد واجب ہوتی ہے) تو جو قریب ترین قاضی ہو وہ اس پر حد قائم کرے ۞

تمت بالخیر

وصیۃ الامام الاعظم لکبار تلامیذہ رحمھم اللہ تعالیٰ

حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی وصیت ختم ہوئی، جو انھوں نے اپنے اکابر تلامذہ کو فرمائی تھی ۞

کتبہ سید ارشاد حسین کاظمی

كتب قيمة

من شروح الحديث والحواشي الفقهاء الجهابذة الكرام

بذل المجهود في حل سنن ابي داود

للمحدث الكبير الشيخ الاجل مولانا خليل احمد السهارنبوري رحمه الله تعالى، اهتم فيه المؤلف بشرح الحديث والكلام على الرواة جرحاً وتعديلاً وبيان المذاهب مع ترجيح الراجح وتطبيق ما اختلف وشرح ما اشكل وحل ما اعضل واعتنى ببيان مراد صاحب السنن في اقواله الخاصة وقد مضى على طبعه نصف قرن يستفيد منه المدرسون والطلاب، والآن طبع في عشرين مجلداً بالحروف الحديدية على ورق عال مصقول،

لامع الدراري على جامع البخاري

هو مجموع افادات الامام الرباني محدث عصره وفقيه دهره الامام الاكبر مولانا الشيخ رشيد احمد الكنكوهي قدس سره القاها في دروس صحيح البخاري وضبطها اجل تلامذته الشيخ محمد يحيى الكاندهلوي رحمه الله تعالى، ثم علق عليه نجله فضيلة الشيخ الاجل شيخ الحديث محمد زكريا دام مجده وعلاه فحل الغريب واوضح المشكل وبين المجمل وضم الى تلك الافادات ما فتح الله تعالى عليه في دروس البخاري من نكت بديعة وتحقيقات نادرة واسرار في تراجم البخاري مع مقدمة تجمع الفوائد وتضم الشوارد وتحتوي على ما لابد منه لمن درس صحيح البخاري، ولقد طبع مراراً والآن طبع في عشر مجلدات بالحروف الحديدية على ورق ابيض عال في احسن حلة ما يروق النواظر ويثلج الصدور،

الكوكب الدري على جامع الترمذي

هو ايضاً مجموع الافادات التي القاها شيخ المشايخ الكنكوهي قدس سره في دروس الترمذي، ضبطها الشيخ محمد يحيى المومى اليه وعلق عليه ابنه الفاضل الاجل الشيخ محمد زكريا الكاندهلوي دام مجده وعلاه حواشي بديعة فيها تفصيل للاجمال وحل للمغلقات واحالة على المراجع وتعضيد لافادات الشيخ باقوال السلف، وقد طبع بالحروف الحديدية في اربع مجلدات،

أوجز المسالك إلى موطأ الإمام مالك للشيخ الأجل مولانا محمد زكريا الكاندهلوي دام فيضه.
هو من أوفى الشروح للموطأ يغني المحدث والطالب من أسفار ضخمة وشروح كثيرة، يحتوي على شرح الحديث وبيان المطالب وتفصيل المذاهب وتراجم الرواة مع مقدمة فائقة نافعة جداً للمحدث والطالب له مكانة عظيمة عند المحدثين، وقد طبع بالحروف الحديدية في خمسة عشر مجلداً.

حجة الوداع وعمرات النبي صلى الله تعالى عليه وسلم له أيضاً كتاب منفرد في بابه يجمع شتى العلوم والمعارف التي تتعلق بحجة النبي صلى الله تعالى عليه وآله وسلم وعمراته، إذا طالعه القارئ يحسب أنه مع رسول الله صلى الله تعالى عليه وآله وسلم في مسيره من المدينة المنورة إلى مكة المعظمة ثم إلى منى، إلى عرفات وجميع مشاهد الحج ثم قفوله صلى الله تعالى عليه وآله وسلم إلى المدينة المنورة فيه استيعاب شامل واستقصاء كامل مع أمانة النقل والإحالة على كتب السلف، طبع مراراً بالهند والباكستان وبيروت،

أماني الأحبار في شرح معاني الآثار للطحاوي للداعية الكبير الإمام العلامة محمد يوسف الكاندهلوي رحمه الله تعالى،
هو شرح نفيس على شرح معاني الآثار للإمام الطحاوي بين موجز ومطنب، اهتم فيه المؤلف بشرح الحديث وتراجم الرواة وحل أنظار الطحاوي وبيان المذاهب مع أدلتها وترجيح ما ترجح عنده بأعذب بيان وأحسن التبيان، وصل رحمه الله تعالى إلى آخر أبواب الوتر ثم انتقل إلى رحمة الله تعالى وشرحه هذا مطبوع في أربع مجلدات،

تطلب هذه الكتب من هذين العنوانين :-

(١)

المكتبة الامدادية باب العمرة مكة معظمة (سعودي عرب)

(٢)

المكتبة اليحيوية مظاهر علوم سهارنپور (الهند)

قابل مطالعہ ضروری ومفید کتابیں

- خصائل نبوی اردو شرح شمائل ترمذی
- حکایاتِ صحابہؓ
- فضائل ذکر
- فضائل نماز
- فضائل قرآن مجید
- فضائل رمضان
- فضائل تبلیغ
- فضائل درود شریف
- فضائل حج
- فضائل صدقات (دو حصے)
- قرآن مجید اور جبریہ تعلیم
- اسلامی سیاست یا الاعتدال فی مراتب الرجال،

- تبلیغی جماعت پر چند عمومی اعتراضات اور ان کے مفصل جوابات
- موت کی یاد
- تقریر بخاری شریف
- تاریخ مشائخ چشت
- کتب فضائل پر اشکالات اور ان کے جوابات
- اکابر کا رمضان
- خوانِ خلیل مع ضمائم
- مکتوبات شیخ
- آپ بیتی (چھ حصے)
- فتنۂ مودودیت
- حجۃ الوداع، اردو

- تاریخ مظاہر (دو حصے)
- مکتوباتِ تصوف
- مکتوباتِ علمیہ
- اکابر کا سلوک و احسان
- ارشاد الملوک
- اکمال الشیم
- داڑھی کا وجوب
- فضائل زبانِ عربی
- اختلاف الائمہ
- رسالہ اسٹرائک
- تکملۃ الاعتدال

الحاوی علی مشکلات الطحاوی

حضرت امام طحاویؒ کی مشہور کتاب شرح معانی الآثار دیگر کتب حدیث سے مباحث اور طرز استدلال اور انظار وافکار کے اعتبار سے مختلف ہے، اور اس کے ساتھ یہ مشکل اساتذۂ کرام کو پیش آتی رہی کہ اس کی کوئی شرح مطبوع ومتداول نہ تھی، جس کی وجہ سے مشکل مواقع کے حل کرنے میں دقت ہوتی تھی، مظاہر علوم سہارنپور میں سالہا سال حضرت مولانا عبد الرحمٰن صاحب کاملپوری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کتاب کا درس دیا ہے، اثنائے درس جو کوئی مشکل بات پیش آتی تھی اس کو تحریر فرما کر حضرت مولانا محمد زکریا صاحب شیخ الحدیث مظاہر علوم کو بھیجتے تھے اور وہ اپنا جواب تحریر فرماتے تھے پھر یہ سوال و جواب حضرت مولانا عبد اللطیف صاحب ناظم مدرسہ اور حضرت مولانا اسعد اللہ صاحب اور حضرت مولانا قاری سعید احمد صاحب مفتی مدرسہ کے پاس بھیجدیئے جاتے تھے، یہ حضرات بھی اپنی رائیں تحریر فرماتے تھے، یہ سب سوالات وجوابات یکجا مرتب کرکے مولانا عبد الرحمٰن صاحبؒ کے صاحبزادے قاری سعید الرحمٰن نے شائع کئے ہیں، حضرات اساتذہ اور تلامذہ کے لئے قیمتی ذخیرہ ہے،

ملنے کے پتے:-
(۱) المکتبۃ الامدادیۃ، باب العمرۃ مکہ معظمہ (سعودی عرب)
(۲) کتب خانہ یحیوی مظاہر علوم سہارنپور، (ہند)